الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۱۵ر نومبر ۱۹۹۶ء شمارہ ۴۶

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے

”چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہرایک متنفس عہد کرے کہ میں اتنا چندہ دیا کروں گا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے ....

بہت لوگ ایسے ہیں جن کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خداتعالیٰ سے پکا عہد کر لو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔ اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کر سکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ ....

چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ذرا چندے کا اشارہ ہوا تو تمام گھر کا مال لا کر سامنے رکھ دیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے اور آپ کی منشاء تھی کہ دیکھا جاوے کہ کون کس قدر لاتا ہے۔ ابوبکرؓ نے سارا مال لا کر سامنے رکھ دیا۔ اور حضرت عمرؓ نے نصف مال۔ آپؐ نے فرمایا یہی فرق تمہارے مدارج میں ہے۔ اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ کوئی جانتا ہی نہیں کہ مدد دینی بھی ضروری ہے۔ حالانکہ اپنی گزران عمدہ رکھتے ہیں۔ ان کے برخلاف ہندوؤں وغیرہ کو دیکھو کہ کئی کئی لاکھ چندہ جمع کر کے کارخانہ چلاتے ہیں اور بڑی بڑی مذہبی عمارات بناتے اور دیگر موقعوں پر صرف کرتے ہیں حالانکہ یہاں تو بہت ہلکے چندے ہیں۔ .... ہم ہرگز نہیں کہتے کہ ماہواری روپے ہی ضرور دو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معاہدہ کر کے دو جس میں کبھی فرق نہ آوے۔ صحابہ کرامؓ کو پہلے ہی سکھایا گیا تھا ”لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون“ (آل عمران: ۹۳)۔ اس میں چندہ دینے اور مال صرف کرنے کی تاکید اور اشارہ ہے۔

یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس کو نباہنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی ادنیٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا تو احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔ ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا، جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں۔ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس ضرور ہے کہ ہزار در ہزار آدمی جو بیعت کرتے ہیں ان کو کہا جاوے کہ اپنے نفس پر کچھ مقرر کریں اور اس میں پھر غفلت نہ ہو۔

(ملفوظات جلد سوم [طبع جدید] صـ ۳۶۰، ۳۶۱)

اگر محمدؐ رسول اللہ کے پیچھے چلنا ہے اور ان سے فیض پانا ہے تو قول سدید کو لازماً ایک دائمی عادت کے طور پر اپنانا ہوگا

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۷ر نومبر ۱۹۹۶ء)

لندن (۷ر نومبر): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورہ احزاب کی آیات نمبر ۷۱ اور ۷۲، ”یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیداً .... “ کی تلاوت فرمائی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں ناروے کے دورہ سے واپس آیا ہوں۔ راستے میں ایک دن سویڈن بھی ٹھہرنے کا موقعہ ملا۔ خدا کے فضل کے ساتھ سب جگہ جماعت میں نئی بیداری دیکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایم۔ ٹی۔ اے۔ نے تربیت کے سلسلہ میں بہت بھاری کام دکھایا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے یورپی ممالک میں مذہبی حالت کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ جوں جوں جنوب سے شمال کی طرف جائیں تو دہریت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ سکینڈے نیوین ممالک میں دہریت باقی یورپین ممالک کی نسبت بہت زیادہ ہے اور بیچ میں ایک ملک سوئٹزرلینڈ ہے جو دہریت میں سب سے آگے ہے۔ جنوب میں مذہب کا رجحان زیادہ ہے مگر ایسے مذہب کے ساتھ جس نے دہریت کو پیدا کیا یعنی ایسے جاہلانہ عقائد کے ساتھ جن کو عقل قبول نہیں کرتی کیونکہ ایسے عقائد سے چمٹنے کے لئے عقل کو خیرباد کہنا پڑتا ہے اس لئے ایسے لوگ انتہا پسند ہو جاتے ہیں۔ اس کے مقابل پر دو قسم کا ردعمل ہوتا ہے۔ ایک وہ جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ضرورت ہے اس بارہ میں دخل دینے کی۔ دوسرے وہ جو ایسے مذہب کو کلیۃً خیرباد کہہ کر دہریہ ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اٹلی، سپین، پرتگال وغیرہ میں دو انتہائیں ہیں یا تو بالکل

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو یورپ کے دورہ پر روانہ ہوئے تھے الحمدللہ کہ تین ہفتہ کے نہایت مصروف اور کامیاب دورہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ ۲۷ اکتوبر ۹۶ء کو نصف شب کے تھوڑی دیر بعد بخیریت واپس لندن تشریف لائے۔ اس دورہ میں حضور انور کا قیام زیادہ تر ناروے میں رہا۔ دوران سفر آنے والے تینوں خطبات جمعہ ناروے سے LIVE نشر ہوئے۔ واپسی پر حضور انور نے ایک روز سویڈن میں قیام فرمایا۔

حضور انور کی واپسی کے ساتھ ہی، شب و روز کی مصروفیات معمول کے مطابق دوبارہ شروع ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ سب پروگراموں کو اپنی خاص تائید و نصرت سے ہمیشہ نوازتا رہے۔ آمین۔

ہفتہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۶ء

حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار نے بچوں اور بچیوں کی کلاس لی۔ آج کی کلاس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے بعض اہم واقعات اور سنین کا تعارف کروایا اور بعد ازاں مسیح پاک علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے ایسے واقعات سنائے جن سے بہت سے اچھے اسباق ملتے ہیں۔

اتوار ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ایک گزشتہ مجلس سوال و جواب نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔

سوموار، منگل ۲۸ و ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۶ء

ان دونوں دنوں میں حسب معمول ترجمہ قرآن مجید کی کلاسیں منعقد ہوئیں۔ ان کلاسوں کے نمبر علی الترتیب ۱۵۵ اور ۱۵۶ تھے۔ ان کلاسوں میں حضور انور نے سورہ الکہف کے آخری دو رکوع (رکوع نمبر گیارہ و بارہ) جو آیات ۸۴ سے ۱۱۱ پر مشتمل ہیں کا ترجمہ پیش کرنے کے علاوہ پہلے روز ذوالقرنین کے بارہ میں اور دوسرے روز دیوار چین کے بارہ میں تفصیل سے ذکر فرمایا اور احمدی محققین کو ان امور کے بارہ میں تحقیقات کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

بدھ، جمعرات ۳۰ و ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں معمول کے مطابق ہومیوپیتھی طریقہ علاج کے بارہ میں کلاسز نمبر ۱۸۴ اور ۱۸۵ منعقد ہوئیں۔ جمعرات کی کلاس میں کینسر کے موضوع پر تفصیلی بات چیت ہوئی۔

جمعۃ المبارک یکم نومبر ۱۹۹۶ء

آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے درج ذیل سوالات کے جواب عطا فرمائے۔

★ آج حضور انور نے اپنے معمول سے مختلف کپڑے پہنے ہوئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ (حضور انور نے بوجہ زکام بغرض علاج جسم کو گرم رکھنے کی خاطر گرم جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔)

★ قرآن مجید میں یہ ذکر آتا ہے کہ اگر کفار کو اس کے منجانب اللہ اور سچے کلام ہونے میں کوئی شک ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت بنا کر دکھا دیں۔ ایک جگہ یہ بھی ذکر ہے کہ دس سورتیں بنا کر دکھا دیں۔ سوال یہ ہے کہ اس چیلنج میں تعداد کا فرق کیوں ہے؟

★ TURIN SHROUD یعنی وہ کپڑا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حادثہ صلیب کے بعد لپیٹ کر رکھا گیا تھا اس کے بارہ میں ہونے والی تحقیقات پر حضور انور کا کیا تبصرہ ہے؟

★ مہدوی لوگوں کا عقیدہ ہے کہ زندگی میں رؤیت باری تعالیٰ کی خواہش، اور کوشش کی جائے جبکہ یہ بات اکثر مسلمانوں کے اعتقاد کے خلاف ہے۔ حضور کی اس بارہ میں کیا رائے ہے؟

★ گائے بنیادی طور پر چارہ کھانے والا جانور ہے لیکن ان دنوں اس کی خوراک میں گوشت کو بھی شامل کر دیا گیا ہے کیا گائیوں کے پاگل پن کی بیماری کی یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے؟

باقی اگلے صفحہ پر

آئندہ شمارہ میں

”تحفظ ختم نبوت کے نام پر برطانیہ کی مذہبی تنظیموں کی کارروائیوں پر ایک نظر“ کے عنوان سے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کا مضمون ملاحظہ فرمائیں جس میں آپ نے اخبارات میں شائع ہونے والے مختلف تنظیموں سے منسلک علماء و دیگر سرکردہ افراد کے بیانات کے حوالہ سے واضح کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے معاندین کس طرح آپس میں دن بدن پھٹتے اور بکھرتے چلے جا رہے ہیں۔

اداریہ

آبگینے ہیں آبگینے

اسلام کے خلاف مغربی میڈیا میں دجل و فریب پر مبنی جو پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس میں خصوصیت سے اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں کو ایک ادنیٰ درجہ کی مخلوق قرار دیتے ہوئے ان سے نہایت ظالمانہ سلوک روا رکھتا ہے۔ اور اس بات کی تائید میں وہ بعض جاہل، متعصب، متشدد اور جنونی ملاؤں کے فاسد خیالات و نظریات کو ابھارتے ہوئے مسلمان ممالک کے ایسے واقعات پیش کرتے ہیں جہاں بعض لوگ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر اسلامی تعلیم کے برخلاف عورتوں پر ظلم و ستم کرتے، انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرتے اور طرح طرح کی ناروا پابندیوں میں جکڑتے ہیں۔ یہ ظالمانہ پراپیگنڈہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اس کثرت سے کیا جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ لوگوں کے ذہن اسلام سے متنفر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ غیر مسلموں کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور مجالس سوال و جواب میں اکثر یہ سوال عورتوں کی طرف سے ہی کیا جاتا ہے کہ اسلام میں عورتوں کا کیا مقام ہے؟ ایک دفعہ ایک ایسی مجلس میں جب ایک غیر مسلم خاتون نے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ کیا کبھی آپ نے اپنے پادری سے پوچھا ہے کہ بائبل کی رو سے عورت کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ کیونکہ بائبل نے عورت کو جس طرح پیش کیا ہے وہ عورتوں کے لئے نہایت ہی رسوا کن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو عزت اور شرف کا جو مقام بخشا ہے اور جس باریکی اور لطافت کے ساتھ اس کے حقوق کی نگہداشت کی ہے اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھا ہے اس کا عشر عشیر بھی دیگر تمام مذاہب کی تعلیمات میں موجود نہیں۔ یہ محض کوئی دعویٰ نہیں بلکہ ایک روشن حقیقت ہے اور اگر کسی کو اس میں ذرہ بھی شک ہے تو وہ اپنے مذہب کی تعلیمات کو مقابل پر پیش کر کے دکھائے۔ جہاں تک خود کو مسلمان کہلوانے والے بعض افراد کے جابرانہ طرز عمل کا تعلق ہے تو اسے بنیاد بنا کر اسلام کو ہدف تنقید بنانا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ دجل اور فریب سے باز نہیں آتے اور سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی تلبیس سے کام لیتے ہوئے اسلام کے خلاف زہر آلود باتیں پھیلاتے چلے جاتے ہیں۔ کیا آج عیسائی دنیا میں عورتوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب عیسائیت کی تعلیم کے نتیجہ میں ہے؟ اور جس طرح آج مغربی دنیا میں عورتوں کے حقوق اور ان کی آزادی کے نام پر ان کی عصمت و آبرو کو لتاڑا جا رہا ہے اور ذلیل و رسوا کیا جا رہا ہے کیا اس کی سند انہوں نے اسلام سے لی ہے!؟ نعوذ باللہ من ذالک۔ حقیقت یہ ہے کہ باوجودیکہ مسلمان ممالک میں بسنے والے اکثر مسلمان اسلام کی اعلیٰ اقدار سے دور جا پڑے ہیں پھر بھی وہاں عورتوں سے اتنا ذلت آمیز سلوک نہیں کیا جاتا جتنا آزادی نسواں اور حقوق نسواں کا شور مچانے والے ان مغربی ممالک میں کیا جاتا ہے۔ ہم اس وقت تفصیلی موازنہ پیش نہیں کرنا چاہتے بلکہ صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسلام وہ ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے اور جس پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کر کے دکھایا۔ وہی اسوہ حسنہ ہے، وہی اسلامی تعلیم ہے اور اگر کسی کا عمل قرآن مجید اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کے پاکیزہ اسوہ کے خلاف ہے تو اسے ہرگز ہرگز اسلامی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں سے متعلق ارشادات اور آپ کے حسن سلوک کے بہت سے واقعات میں سے اس جگہ ایک چھوٹا سا واقعہ پیش کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپؐ کس لطافت کے ساتھ اس صنف نازک کے احساسات و جذبات کا خیال رکھتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے۔ حضور کی ازواج مطہرات بھی شریک سفر تھیں اور اونٹوں پر سوار تھیں۔ ایک صحابی جن کا نام انجشہؓ تھا وہ اونٹوں کو ہانک رہے تھے وہ نہایت خوش آواز تھے۔ انہوں نے عرب کے دستور کے مطابق سفر کو تیزی سے طے کرنے کی غرض سے حدی شروع کی تو اس کے اثر سے اونٹوں کی رفتار میں تیزی آ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ نے فرمایا، انجشہ! آہستہ چل! اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک۔ یہ آبگینے ہیں آبگینے۔ یہ بظاہر ایک معمولی سا واقعہ ہے لیکن آپ اس پر جتنا غور کریں اتنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نمایاں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ طبقہ نسواں کے لئے آپؐ کے دل میں رحمت اور شفقت کے کیسے لطیف جذبات پائے جاتے تھے۔

آج کے دور میں وہ لوگ جو اپنی عورتوں، بچیوں کو سواریوں پر بٹھا کر تیز رفتاری سے اپنی سواریوں کو ہانکتے چلے جاتے ہیں ان کے لئے بھی اس میں بہت سے سبق ہیں۔ ایک دفعہ ایک دوست اپنی نئی نویلی دلہن کو سائیکل پر پیچھے بٹھا کر کچے ناہموار راستے پر تیزی سے سائیکل چلاتے ہوئے جا رہے تھے کہ اچانک ایک کھڈ سے گزرتے ہوئے سائیکل پر بیٹھی ہوئی خاتون کا توازن بگڑا اور وہ دھڑام سے نیچے آ گریں اور انہیں شدید اندرونی چوٹیں آئیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک پیش نظر رہتا تو وہ اس حادثہ سے بچ سکتے تھے۔ ایسا ہی خواہ کوئی سواری ہو، تانگہ ہو یا موٹر سائیکل یا کار یا بس، ہر مسلمان جو کسی سواری کو ہانک رہا ہے اس کا فرض ہے کہ جب خواتین بھی ہم سفر ہوں تو وہ خصوصیت سے اس بات کا التزام کرے کہ تیز رفتاری سے گریز کرے اور احتیاط اور وقار کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اگر وہ ایسا اس لئے کرے گا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ عورتوں کا خیال کیا جائے کہ یہ آبگینے ہیں، انہیں کوئی ٹھیس نہ پہنچے تو جہاں وہ کئی قسم کے نقصانات سے محفوظ رہے گا وہاں اسے اطاعت رسولؐ کا ثواب بھی حاصل ہو گا۔ یوں اس کی دنیا بھی سنورے گی اور عاقبت بھی۔ ہمیں امید ہے کہ احمدی مسلمان خصوصیت سے عورتوں کے متعلق اسلام کی تعلیمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حسن سلوک کی ایسی روشن مثالیں قائم کریں گے جنہیں دیکھ کر معترض شرمندہ ہو گا اور اسے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام واقعی ایک حسین مذہب ہے اور جماعت احمدیہ حقیقی اسلام کی علمبردار زندہ جماعت ہے۔

اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب، رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہو گا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات (مع مکمل حوالہ) یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

بقیہ:۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

پکے کٹر عیسائی ہیں جن کے نزدیک عقل کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ایسے لوگ متشدد ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ شمالی یورپ میں عقل و فہم کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ ایسے ممالک میں ضروری ہے کہ عقل و حکمت سے صورتحال کو پہچان کر پھر کام کیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ ان ملکوں میں عجیب تضاد ہے کہ عیسائیت کو اسلامی ممالک کے خلاف ایک ڈھال کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس پہلو سے خود خواہ دہریہ بھی ہوں تو عیسائیت کے فروغ کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تضادات کی دنیا ہے جہاں صداقتیں مجروح ہو گئی ہیں۔ یہ لوگ عیسائیت کے بھیانک تضادات کو نظرانداز کرتے ہوئے مسلمانوں کے متشددانہ رویہ اور تضادات کو ابھارتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمان سربراہ اپنے اعمال سے ان لوگوں کو یہ موقعہ فراہم کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ایسے ممالک جہاں دہریت پھیلتی ہے وہاں جنسی آزادی بھی پھیلتی ہے۔ اس ماحول میں ان خطرات میں ہمارے بچے پل رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر ضرورت تھی کہ ہر بچے تک پہنچ کر اصل حقیقت حال کھولی جائے۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعہ خدا نے یہ سامان مہیا فرما دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے پر جب بچے دیکھتے ہیں کہ غیر مسلم جو اعتراض کرتے ہیں وہ جواب سن کر تائید میں سر ہلانے لگتے ہیں تو اس کا ان پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خصوصیت سے بچے ایم ٹی اے میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ خداتعالیٰ نے اپنی خاص تقدیر سے جماعت کو ایسا انتظام مہیا فرما دیا ہے جس سے اس کی زندگی وابستہ ہو گئی ہے۔ حضور نے بتایا کہ افریقہ کے دور دراز کے علاقوں میں جنگلات کے اندر بھی ایم ٹی اے کے مراکز قائم ہو گئے ہیں جہاں جماعت اپنی تربیتی کلاسز منعقد کرتی ہے اور اس کے نتیجہ میں دور دور کے علاقوں میں جہاں بڑا خلا تھا اور نو احمدیوں کو سنبھالنے کی شدید فکر تھی ایم ٹی اے کے ذریعہ خدا نے دینی تعلیم و تربیت کے سامان فرمائے ہیں۔ یورپ میں بھی اللہ کے فضل سے جو نوجوان نسلوں کو سنبھالنے کا انتظام ہوا ہے اس میں ایم ٹی اے نے خدا کے فضل سے بہت گہرا کام دکھایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے کثرت سے بچوں کو ایم ٹی اے کے پروگراموں میں مصروف دیکھا ہے اور کثرت سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنے اپنے دائرے میں مصروف کار ہیں۔ پھر اللہ کی شان ہے کہ جو بھی ایم ٹی اے کے کاموں میں آگے ہیں وہ تعلیم میں بھی حیرت انگیز طور پر آگے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خداتعالیٰ کی طرف سے جو انعامات ہوتے ہیں ان کے فوائد مربوط ہوتے ہیں۔ ان کاموں میں ملوث ہونے کی وجہ سے ان کی تربیت بھی ہو رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تربیت اور اصلاح نفس کے مضمون کا سب سے زیادہ تعلق قول سدید سے ہے اور قرآن کریم نے جہاں جھوٹ کے خلاف غیر معمولی قوت سے جہاد کیا ہے وہاں خدا نے قول سدید کو جو غیر معمولی محبت اور پیار اور حیرت انگیز برکتوں کا موجب قرار دیا ہے اس کی کوئی مثال اور نہیں ملتی۔ سب سے اعلیٰ سچائی کی قسم قول سدید ہے۔ قول سدید اپنی جگہ پر انسان کی اعلیٰ اقدار کا محافظ بن جاتا ہے۔

حضور نے یہ ذکر فرماتے ہوئے کہ اگر کوئی دینی کاموں میں مصروف ہوتا ہے لیکن مثلاً نماز نہیں پڑھتا تو یہ قول سدید کے خلاف ہے کیونکہ نیکی میں تضاد نہیں ہوتا۔ دینی کاموں پر اپنے وقت خرچ کرنے والوں کے لئے دین کی محبت کا اول تقاضا یہ ہے کہ وہ نماز پر قائم ہو جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ قول سدید پر قرآن کریم نے جو زور دیا ہے یہ ہمارے سب نیک کاموں پر حاوی ہے۔ اور ایم ٹی اے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ہمیشہ یہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ ہم جو کام کرتے ہیں یہ دکھاوے کے لئے ہے یا اللہ کی خاطر ہے۔ جہاں دکھاوا دین کے بنیادی فرائض پر دخل انداز ہو جائے وہاں نقصان ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن شریف نے صرف سچ پر زور نہیں دیا بلکہ قول سدید پر زور دیا ہے۔ اگر محمدؐ رسول اللہ کے پیچھے چلنا ہے اور ان سے فیض پانا ہے تو قول سدید کو لازماً ایک دائمی عادت کے طور پر اپنانا ہو گا۔ یہ عادت ہے جو رفتہ رفتہ روشنی پیدا کرتی ہے اور اس روشنی کے بغیر آپ اپنے نفس کے اندھیروں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا رعب قول سدید میں تھا۔ بات سیدھی اور صاف اور اتنی طاقتور ہے کہ وہ دلوں کو قابو کرتی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ آپ قول سدید کو اختیار کریں تو صرف آپ کے نفس کی اصلاح نہیں ہو گی بلکہ آپ کی باتوں میں طاقت آئے گی۔ پھر لوگ اسے سنیں گے اور اس کے اثر کو قبول کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ قول سدید اور حکمت یہ دو تقاضے ہیں ان کو پورا کرو تو یہ قومیں ضرور اثر قبول کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ان لوگوں کی بغاوت خدا کے خلاف نہیں تھی بلکہ تثلیث کے خلاف بغاوت تھی اور کیونکہ ان کے پاس کوئی متبادل نہیں تھا اس لئے اسے خدا کے خلاف بغاوت قرار دیا گیا۔

حضور نے فرمایا کہ سچائی میں اگر قول سدید ہو تو پھر قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں۔ قول سدید سے چمٹے بغیر اور اس کے لئے قربانی دیئے بغیر نفس کی اصلاح ہو ہی نہیں سکتی۔ حضور ایدہ اللہ نے تفصیل سے قول سدید کے مضمون کو سمجھاتے ہوئے آیات قرآن کی روشنی میں قول سدید کے ثمرات و برکات کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اصلاح احوال بھی فرماتا ہے اور اس کی طرف سے مغفرت بھی نصیب ہوتی ہے اور پھر اللہ اور رسول کی اطاعت کے نتیجہ میں فوز عظیم نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ:۔ مختصرات

★ قرآن مجید میں آتا ہے کہ و اذا مرضت فھو یشفین کہ جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا فرماتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ بات ہے تو پھر بیمار ہونے پر علاج کروانے کی کیا ضرورت ہے؟

★ بعض عیسائی حضرات بھی خدا تعالیٰ سے تعلق، خوابوں کے دیکھنے اور معجزات کے دکھانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے تبلیغی بات چیت کے موقعہ پر انہیں کیا جواب دینا چاہئے؟

★ مسلمانوں میں کافی نیک لوگ ہیں اور ان کی طرف سے یہ سوال عام طور پر اٹھایا جاتا ہے کہ امام مہدی کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

★ ابلیس اور شیطان میں کیا فرق ہے نیز کیا ہمارا نفس ہی شیطان ہے؟

★ کیا معراج روحانی تھا یا جسمانی؟ معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی جو سیر کروائی گئی اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

(ع۔م۔ر)

(دوسری قسط)

جو عالمی جہاد تمام دنیا میں دعوت الی اللہ کے ذریعہ سے جاری ہے اس کی یہ روح ہے اور یہ اس کا فلسفہ ہے جسے ہمیں ہمیشہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم اپنی بقا کے لئے نہیں بلکہ دنیا کی بقا کے لئے لڑ رہے ہیں

اختتامی خطاب بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۲۸ فتح ۱۳۷۳ ہجری شمسی

بذریعہ ایم۔ ٹی۔ اے۔ بمقام محمود ہال مسجد فضل لندن (برطانیہ)

پس اس پہلو سے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آپ اکیلے تھے جب وہ درخت تنہا تھا، جب خدا نے اپنے ہاتھ سے اسے لگایا تھا کس کیفیت سے دن رات دعوت الی اللہ کا کام کیا ہے، تاکہ یہ ذکر شاید آپ کے دلوں میں بھی ہیجان پیدا کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلے میں کیا کیا کرتے تھے اور جماعت سے کیا توقعات رکھتے تھے اور کیسے خود خدمت سرانجام دیتے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں جب رات دن چھپتیں تو آپ کئی کئی راتیں بالکل نہیں سوتے تھے۔ میں کئی بار آپ کو کام کرتے دیکھ کر سویا اور جب کہیں آنکھ کھلی تو کام کرتے ہی دیکھا حتیٰ کہ صبح ہو گئی"۔

(الفضل جلد ۴ نمبر ۱۳، الحکم ۷ جولائی ۱۹۴۳ء)

پس آج مماثلتوں کے دن ہیں وہ جلسہ جو آج سے سو سال پہلے مسجد اقصیٰ قادیان میں ہو رہا تھا، آج مسجد اقصیٰ میں اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ یہ مماثلت کی بات جو میں نے کی تھی محض چٹکلے کے طور پر نہیں کی تھی بلکہ ایک مقصد کے پیش نظر کی تھی۔ جب خدا بعض مماثلتیں دکھاتا ہے تو کچھ اور مماثلتوں کی یاد بھی زندہ ہو جاتی ہے۔ کچھ اور مماثلتیں بھی ایسی ہیں جن کی طرف ذہن از خود منتقل ہو جاتا ہے اور یہ وہ عظیم تر مماثلتیں ہیں جن کی طرف میں آپ کو آج متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دن رات دعوت الی اللہ کے لئے محنت کی ہے اب وہ دن آ گئے ہیں کہ جماعت میں سے چند نہیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو سب بڑے اور چھوٹے، مرد اور عورتیں تمام تر اس معاملے میں اپنی ذات کو اس طرح جھونک دیں کہ یہ مقصد اول ہو جائے اور دنیا میں زندہ رہنا اور دنیا کی ضرورتیں پوری کرنا یہ ثانوی مقصد ہو، اول مقصد نہ رہے۔

اس سلسلے میں کچھ شہادتیں بھی میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"بسا اوقات کام کے انہماک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھانا اور سونا تک بھول جاتے تھے"۔

یعنی سونا تو ذکر ہو چکا ہے، فرماتے ہیں کھانا بھی بھول جاتے تھے۔

"اور ایسے موقعوں پر آپ کو کھانے کے متعلق بار بار یاد کرا کے احساس پیدا کرانا پڑتا تھا۔ کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ تصنیف کے کام میں آپ نے ساری ساری رات خرچ کر دی اور ایک منٹ کے لئے بھی آرام نہیں کیا۔ اس قسم کے واقعات شاذ کے طور پر نہیں تھے بلکہ کام کے زور کے ایام میں کثرت کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے"۔

اب تو بہت سہولتوں کے دن ہیں۔ میں جانتا ہوں تجربے سے کہ کسی کام میں بھی، تصنیفی کام ہو یا دوسرا جب بھی ضرورت پیش آئے بے شمار کام میں مدد دینے والے ہر طرف سے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور میرا کام ہلکا ہو جاتا ہے اور بہت سے بوجھ یہ مخلصین بڑے شوق اور ذوق کے ساتھ خود اٹھا لیتے ہیں لیکن اس زمانے میں تو نہ دفتری نظام ایسا جاری تھا، نہ اس کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد مستقلاً جانثار آ کے بیٹھے تھے جو ان کاموں میں آپ کے مددگار بننے کی بھی صلاحیت رکھتے ہوں۔ مختلف نوع کے لوگ تھے۔ کچھ بڑے بڑے صاحب علم بھی تھے جو بعد میں آئے اور ان سے بھی استفادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو گا مگر یہ روزمرہ کے وہ کام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سرانجام دیتے تھے سو سے زائد آپ کے کتب اور رسائل ہیں جو تمام دوسری محنتوں اور توجہات کے علاوہ آپ نے تحریر فرمائے اور اس کے لئے پھر کتنی کتابیں آپ نے پڑھی ہونگی، کتنی اور محنتیں کی ہونگی اس کا تصور باندھیں اور تھے اکیلے۔ بہت کم یہ دکھائی دیتا ہے کہ دوسروں نے مدد کی ہو۔

بعض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسودات جو آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں قادیان سے ہمارے ربوہ والے لائبریرین لے کے آئے اور مجھے بھی نمونے بھیجے، ان کو دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گیا کہ کس طرح ایک ایک عبارت پر خود ساری محنت اپنے ہاتھ سے کی ہوئی ہے اور حاشیہ در حاشیہ نوٹ لکھ کر ان کو صاف کیا ہے پھر وہ پریس میں دیا ہے پھر نگرانی کی ہے اس بات کی کہ جہاں تک ممکن ہو صحت کے ساتھ چیزیں چھپیں۔ وہی ایک انسان تھا جو ایک انجمن تھا۔ ایک انجمن بھی ایسی انجمن جیسے ستاروں کی انجمن ہو۔ وہ زمین پر ہوتے ہوئے آسمان پر روشن تھا اور ایک وسیع ستاروں کی کہکشاں کے طور پر چمکتا تھا۔ آج اسی کے فیض سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کی دعاؤں کے فیض سے، اس کے خلوص کی برکت سے اب جماعت دیکھیں کس طرح دنیا میں پھیلی ہے۔

پس اس بات کو نہ بھولیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب یہ فرماتے ہیں کہ "اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!" تو توصیف کا کوئی ایسا مظاہرہ نہیں جیسے اچھی عبارت لکھ کر مصنف اس کا مظاہرہ کرتا ہے۔ فصاحت و بلاغت کا بیان نہیں ہے۔ اس کے سوا حقیقت کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے وجود کا درخت ہے جسے برکت مل رہی ہے اور ہم اس کی شاخیں ہیں۔ اور توقع یہ ہے کہ سرسبز رہو۔ وہ خشک ٹہنیاں نہ بننا جو کاٹی جاؤ گی کیونکہ اس درخت پر خشک ٹہنیاں سجتی نہیں۔ پس سرسبز شاخیں تو نشوونما میں پورا درخت کا ساتھ دیتی ہیں اور ہر موسم میں جو ان کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہر درخت کے مزاج مختلف ہیں، مختلف موسموں میں مختلف درخت نشوونما پاتے ہیں تو ہر موسم میں جو ان کے مزاج کے مطابق ہو وہ نئی نئی کونپلیں نکالتی ہیں، نئے نئے ان میں پھول اور پھل لگتے ہیں۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس درخت کی بات کر رہے ہیں اس کے متعلق تو قرآن کریم کہتا ہے "توتی اکلھا کل حین باذن ربھا" کہ یہ تو وہ درخت ہے جو کسی موسم کا انتظار نہیں کرتا ہر موسم میں نشوونما پا رہا ہے، نئے نئے شگوفے پھوٹ رہے ہیں۔ تو ایک مسلسل ایسی جدوجہد کا تذکرہ ہے جو کسی لحہ بھی ختم نہیں ہوتی اور ہمیشہ نئی نئی شاخیں اس درخت وجود میں پھوٹتی چلی آ رہی ہیں جو پھر ثمردار بنتی چلی جا رہی ہیں۔ پس اس پہلو سے میں نے جماعت کو یہ نصیحت کی تھی کہ یہ جو کام شروع کر بیٹھے ہو اب یہ ہاتھ سے رکھنے والا کام نہیں ہے، اب تو زندگی بھر کا ساتھ ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں اس سال بہت ہم نے محنت کی ہے اور اس سال تو پھر پہلے سے بھی زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اور سال کے آخر پر وہ تھوڑا سا سانس لیتے ہیں کہ چلو سال ختم ہوا۔ یہ پتہ نہیں کہ اگلا سال پھر وہی پیغام پہلے سے زیادہ شدت اور مطالبے کے ساتھ لے کے آئے گا اور وہ سودا جو زندگی بھر کا کر بیٹھے ہو ایسے درخت کے وجود کی شاخ بن رہے ہو جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ اس کے لئے کوئی آرام کا دن نہیں ہے ہر موسم میں اس نے پھل دینا ہے۔ اور اس مقصد کی خاطر یہ جدوجہد کر رہا ہے، اس مقصد کی خاطر اس نے ایک عالمی لڑائی مول لے رکھی ہے، کل جہان سے مقابلہ کر رہا ہے کیونکہ اس کا مقدر ہے کہ اس کے پھول اور پھل سے ساری دنیا میں از سرنو پھر تازگی ہو۔ تمام دنیا کی بہاریں اس ایک درخت کی بہار پر منحصر ہو چکی ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کو سمجھیں جس کا آپ ایک حصہ ہیں۔ کس طرح آپ نے محنتیں فرمائی ہیں اور کس طرح آپ نے دعائیں کی ہیں اور گریہ و زاری کی ہے۔ بلا مبالغہ اپنی تمام تر طاقتیں اس راہ میں جھونک دی ہیں۔ اس طرح ہمیں اور بھی ایسے دعوت الی اللہ کرنے والے پیدا کرنے ہونگے اور کثرت سے ان کی تعداد کو بڑھانا ہو گا جن سے ایسی شاخیں پھوٹیں جو پھر دعوت الی اللہ کرنے والی شاخیں ہوں۔ کسی سرسبز شاخ سے سوکھی ہوئی شاخ نہیں پھوٹا کرتی۔ اس کو زیب نہیں دیتی۔ اس لئے اپنی شاخوں کے اوپر نگاہ رکھیں۔ ہر شاخ جو آپ سے پھوٹے اس کو اپنا خون پلائیں اور اپنا دودھ دیں۔ درخت بھی اپنا Syrup اپنا جوس جو بھی اس کے اندر زندگی کا پانی بہتا ہے وہ ہر نئی شاخ کو خصوصیت کے ساتھ دیتا ہے اور شگوفوں پر اپنے وجود کی قربانی کر کے بھی توجہ کرتا ہے۔ چنانچہ جو سائنس دان درختوں کے پھول اور پھل لانے کے نظام کا مطالعہ کرتے ہیں وہ یہ حیرت انگیز بات ہمیں بتاتے ہیں کہ سارا درخت جو اپنے اوپر طاقت خرچ کرتا ہے سارا سال وہ پھول اور پھل پیدا کرنے پر، اس ساری طاقت سے زیادہ اس کی طاقت خرچ ہو جاتی ہے۔ تمام پتے جو نشوونما پاتے ہیں، جھڑ جاتے ہیں۔ وہ نئی شاخیں، ٹہنیاں ان جھڑے ہوئے پتوں کے بعد خشک رہ جاتی ہیں ان کی تمام تر توانائی جو سارا سال انہوں نے اپنے لئے استعمال کی وہ ایک طرف اور پھولوں اور پھلوں کو پیدا کرنے پر جو توانائی خرچ ہوئی وہ دوسری طرف، اور وہ زیادہ ہوتی ہے۔

پس یہ بھی اندازہ کر لیں کہ ہم نے جو کام کرنے ہیں اس کی مثالیں قرآن میں بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں میں بھی شجر طیبہ کے طور پر دی گئی ہیں۔ اور شجر کا یہ حال ہوتا ہے۔ پس اگر محنتیں کرنی پڑ رہی ہیں تو کام وہ شروع کر بیٹھے ہیں جو ہیں ہی محنتوں والے لیکن وہ آنکھ بھی تو پیدا کریں جو جب نشوونما ہوتی ہے، جب کونپلیں پھوٹتی ہیں تو ان سے ایسی لذت حاصل کرتی ہے کہ وہ ساری محنتیں اس کے مقابل پر کچھ بھی دکھائی نہیں دیتیں۔ مائیں نو مہینے محنت اٹھاتی ہیں، بہت تکلیفوں میں سے گزرتی ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے "وھنا علیٰ وھن" ایک کمزوری کے بعد دوسری کمزوری کے دور سے گزرتی ہیں اور پھر اس طرح بچے پیدا کرتی ہیں کہ خود ان کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ ایک نظر اس ابتدائی چھوٹے سے بچے پہ روتے پیٹتے، ٹانگیں مارتے ہوئے بچے پر جب ڈالتی ہیں تو ساری محنت کا پھل ان کو مل جاتا ہے، ایک نظر ان ساری تکلیفوں کی جزاء بن جاتی ہے اور پھر اور بھی بہت سی نظریں ہیں جو ہمیشہ جزاء کے طور پر ان کے لئے جاری و ساری رہیں گی تو وہ جذبہ پیدا کریں۔

درخت میں اگر جان ہوتی ہے اور ہوتی تو ہے لیکن ہم سمجھتے نہیں کہ کیسی ہے اگر وہ شعور ہوتا۔ ہوتا تو ہے مگر ہم سمجھتے نہیں کہ کیسا ہوتا ہے اور ہمیں اگر احساس ہوتا تو ہم جان لیتے کہ درخت بھی اپنی کونپلوں پر بہت ہی پیار کی نظر ڈالتا ہے۔ وہ جو قربانی دیتا ہے اس کے لئے وہ ساری قربانی کی جزا ان لہلہاتی ہوئی کونپلوں پر نظر ڈال کر، ان شگوفوں پر نظر ڈال کر اس کو وہ ساری محنت کا بدلہ مل جاتا ہے۔ تو اس پہلو سے ہم نے دعوت الی اللہ کرنی ہے کہ اس میں محبت کے جذبوں کو شامل کریں۔ خالق اور تخلیق کے رشتوں پر غور کریں اور ایسی نونہال شاخیں نکالیں جن کو دیکھ کر ہم تر و تازہ ہوں۔ جو محنت ہم سے انہوں نے لی ہماری ایک ایک نگاہ اس محنت کو واپس کر رہی ہو۔ اس رنگ میں آپ پرورش کریں تو پھر انشاء اللہ یہ دعوت الی اللہ کا کام بڑی قوت اور شان کے ساتھ ہی نہیں بہت معنیٰ خیز طریق پر ایک بامقصد انداز میں تیزی کے ساتھ آگے بڑھنا شروع ہو گا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تقریر کی اور فرمایا:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصحاب کا نمونہ دیکھنا چاہئے وہ ایسے نہ تھے کہ کچھ دین کے ہوں اور کچھ دنیا کے بلکہ وہ خاص دین کے بن گئے تھے اور اپنا جان و مال سب اسلام پر قربان کر چکے تھے۔ ایسے ہی آدمی ہونے چاہئیں جو سلسلہ کے واسطے مبلغین اور واعظین مقرر کئے جائیں۔ وہ قانع ہونے چاہئیں اور دولت و مال کا ان کو فکر نہ ہو"۔

ضمناً وہ بدنصیب جو سلسلے کے لئے، دین کے لئے وقف کا عہد کر کے سلسلے کے بہت اخراجات اور توجہ کے بعد واقفین زندگی کے طور پر پروان چڑھے لیکن جب دنیا کی دولتیں سامنے آئیں تو وقف کو ترک کر کے ان دولتوں کی طرف مائل ہو گئے اور کئی بہانے بنا بنا کر وقف کی ذمہ داریوں سے الگ ہوئے ان کو میں بتاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر پر غور کریں کہ اب وہ حضرت مسیح موعود کے درخت وجود کا حصہ نہیں رہے۔ وہ شاخیں بن چکے ہیں جو خشک شاخیں ایک صحت مند درخت سے کاٹ کر الگ پھینک دی جاتی ہیں۔

"ایسے ہی آدمی ہونے چاہئیں جو سلسلہ کے واسطے مبلغین اور واعظین مقرر کئے جائیں۔ وہ قانع ہونے چاہئیں اور دولت و مال کا ان کو فکر نہ ہو۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو تبلیغ کے واسطے بھیجتے تھے تو وہ حکم پاتے ہی چل پڑتا تھا۔ نہ سفر خرچ مانگتا تھا اور نہ گھر والوں کے افلاس کا عذر پیش کرتا تھا۔ یہ کام اس سے ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی کو اس امر کے لئے وقف کر دے۔ متقی کو خدا تعالیٰ آپ مدد دیتا ہے"۔

(ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صـ ۱۵۲)

پس وہ متقی بن کے دیکھیں تو سہی اور میں جانتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے ہزارہا ایسے خدمت کرنے والے ہیں جو وہ تقویٰ کا معیار حاصل کر چکے ہیں جو معیار ہمیشہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور خدا کے فضل کے سائے تلے بڑھتا ہے اور وہ اللہ کی مدد کے ہاتھ ہر روز اپنی مدد پر آمادہ دیکھتے ہیں۔ پس یہ مراد نہیں ہے۔ مگر چند بھی شاخیں اگر سوکھ رہی ہوں تو جس کو درخت سے محبت ہو اس کے دل کو ان شاخوں کی تکلیف ضرور پہنچتی ہے۔ خواہ سارا درخت ہرا بھرا ہو لیکن چند خشک ٹہنیاں دیکھ کر بھی اگر سچا پیار ہو اپنے پودے سے تو اس سے دل کو تکلیف پہنچنا ایک لازم حصہ ہے۔ پس خدا کرے کہ جماعت احمدیہ کے اس درخت وجود کی جو مسیح موعود علیہ السلام کا درخت وجود ہے اس کی ہر شاخ سرسبز اور تروتازہ رہے اور ایسی کونپلیں اس سے پھوٹیں جو پھر آگے ثمردار کونپلیں ثابت ہوں اور یہ سلسلہ اسی طرح ہر طرف دنیا میں پھیلتا اور پھولتا چلا جائے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ باہر سے جب دوست قادیان آیا کرتے تھے تو بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے یہ بات پوچھا کرتے تھے کہ:

"کیا آپ کے شہر میں کچھ ہمارے سلسلہ کی مخالفت ہے"

اب کچھ سوچا سمجھا آپ نے کہ کیوں پوچھا کرتے تھے؟

"اور اگر وہ دوست جواب دیتے کہ نہیں تو آپ افسوس کرتے اور فرمایا کرتے کہ مخالفت نہیں ہے تو پھر ترقی کیسے ہوگی۔ ایک دفعہ تو مخالفت کا ہونا ضروری ہے"۔

(ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ ۳۲)

پس وہ جو مخالفت آپ ہر طرف دنیا میں دیکھ رہے ہیں، جو بڑھتی بھی چلی جارہی ہے اور عوامی مخالفت ہی نہیں رہی بلکہ حکومتی مخالفت بن چکی ہے ایسی حکومتی مخالفت جس میں حکومت پر فائز آمر لوگوں نے یہاں تک دعویٰ کیا کہ یہ کینسر ہے اور ہماری حکومت اس بات پر تلی بیٹھی ہے، یہ مصمم فیصلہ کئے ہوئے ہے کہ اس کی جڑیں اس وطن عزیز سے اکھاڑ پھینکیں گے۔ ان کی جڑیں اکھڑ گئیں، ان کے وجود کا کچھ نشان باقی نہیں رہا لیکن خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا اسی سرزمین میں پھیلتا چلا جارہا ہے جو سارا جسم کینسر بن چکا ہے یہ بھی تو غور کریں یہ اور طرح کی جنگ ہے۔ ایک صحت مند وجود جو مختصر ہے، جو قلیل ہے، ایسی جماعت ہے جس کی بہت ہی تھوڑی تعداد ہے اور دیکھنے والے کو اپنے وجود میں وہ کینسر دکھائی دے رہا تھا لیکن اس وجود کی زندگی اس کینسر سے وابستہ ہے جس کو وہ کینسر کہتا ہے۔ اور جو کینسر ہے وہ سارے جسم میں پھیل چکا ہے اس لئے کہ اس پودے کو، اس صحت مند وجود کو پھیلنے اور نشوونما کی اجازت نہیں دی جارہی۔ ہر کوشش کی جارہی ہے کہ یہ اپنے دائرہ زندگی میں محدود رہ کر، سکڑ کر، وہیں مر جائے کیونکہ اس کے مرے بغیر سارا جسم مر ہی نہیں سکتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہاں لوگ موت کا تہیہ کئے بیٹھے ہیں کہ ہم نے تو مرنا ہی مرنا ہے جو چاہو کر لو ہمیں موت سے تم بچا نہیں سکتے۔

مگر اللہ تعالیٰ کے بھی عجیب انداز ہیں جس کو ان ظالموں نے کینسر کہا وہی صحت اور شفا کی ضمانت بن کر اب اس بیمار جسم میں پھیل رہا ہے اور صحت کینسر پر غالب آرہی ہے اور ہر مصیبت اور ہر مشکل کے باوجود پھیلتا چلا جارہا ہے۔ یہ جو نئی شہادتیں آپ دیکھتے ہیں، نئے بغض کے اظہار اور دن بدن اخباروں میں گندگی سے صفحے کالے ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں یہ اسی کامیابی کی شہادت تو ہے۔ وہی حسد ہے جو جوش دکھا رہا ہے۔ وہی بغض ہے جو ابل ابل کے باہر آرہا ہے کہ کسی طرح ان کی نشوونما کو روک دیا جائے۔ اب تو علماء کا یہ حال ہے کہ باقاعدہ پروفارمے بنا بنا کر سارے ملک میں تقسیم کر رہے ہیں کہ بتاؤ احمدی کیسے تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں جو ان کی باتیں سنتے ہیں۔ ان کا طریقہ گفتگو کیا ہے؟ کون سی باتیں ہیں جو لوگوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اور باقاعدہ اپنی طرف سے سائنٹیفک طریق پر اب احمدیت کی روک تھام کے ارادے کئے بیٹھے ہیں۔ مگر جو چاہیں کر لیں ہارنا تو ان کا مقدر ہے کیونکہ ٹکر خدا سے ہے اور خدا سے ٹکر لے کر کبھی کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کوئی اللہ کو زمین پر معجز نہیں کر سکتا۔ یہ قرآن کا کلام ہے۔ وہ جو بدنصیب کوشش کرتے ہیں مرنے کے بعد وہ کہیں گے کہ ہم خدا کو زمین پر عاجز نہیں کر سکے۔ بالکل ہمارے لئے ناممکن ہو گیا۔ اور پھر ایک اور بات بھی فرمائی ہے ساتھ کہ ہم دوڑ کر بھی خدا کی طاقت سے باہر نہیں نکل سکے۔ ایک وقت ایسا ہوتا ہے دشمن پر جب وہ عاجز کرنے کی کوشش کرتا ہے اور نامراد ہو جاتا ہے۔ پھر جب خدا کی پکڑ آتی ہے تو اس پکڑ سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پھر وہ اقرار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تو نہ زمین میں خدا کی نشوونما کو یعنی خدا کے بندوں کو عاجز کر سکے، نہ جب ہم پر پکڑ آئی تو بھاگ کر ہی ان کو عاجز کر سکے۔ زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ اس پکڑ نے ہمیں آ لیا۔

پس یہ وہ سلسلہ ہے جو جاری ہو چکا ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اب کھوئی ہوئی زمینیں واپس لینے کا وقت نہیں بلکہ نئی زمینیں کثرت کے ساتھ خدا کی زمین کو بڑھانے کا دور آ چکا ہے۔

پس قرآن کریم نے جو دلیل پیش کی ہے کہ وہ دیکھتے نہیں کہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم غالب آرہے ہیں کہ کس طرح ہم ان کی زمین گھٹاتے چلے جارہے ہیں۔ اب آج ہم یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ دنیا میں ہر طرف ہمارے مخالفین کی زمین کم ہونا شروع ہوئی ہے، کم ہوتی چلی جارہی ہے اور بعض جگہ تو اس تیزی سے ہو رہی ہے جیسے دریا بعض دفعہ کناروں کے رخ کرتا ہے تو ہم اردو میں تو پتہ نہیں مگر پنجابی میں کہا کرتے تھے "ڈھایا لگ گیا" ڈھایا لگ گیا کا مطلب ہے کہ اس کے ساحل بڑے بڑے ٹکڑوں میں پانی کے اندر گرتے چلے جاتے ہیں اور پانی کی زمین وسیع ہو رہی ہے اور کناروں کی زمین کم ہوتی چلی جارہی ہے۔ تو اب تو کنارے کاٹنے کے وقت آ چکے ہیں اور تیزی کے ساتھ ہم دنیا میں مخالفوں کے کنارے کٹتے ہوئے اور اس زندگی بخش پانی میں گرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ پس اسی خدا کے فضل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا حق ادا کرنے کی خاطر اپنی محبتوں کے معیار کو بلند تر کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مخالفت کا ذکر کر کے اور ان کے فخر کا بیان کرتے ہوئے ایک مثال دی ہے کہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ انہوں نے قتل کر دیئے، ظلم کر دیئے اور اس کی کسی کو آواز بھی نہیں پہنچی، کچھ بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ خدا کا قانون ایک اور رنگ میں آواز کو پہنچا رہا ہے اور ایک عجیب مثال اس کی دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اعداء کا وجود ہمارا نقارہ ہے"

وہ جو زور لگا رہے ہیں مخالفت میں وہ ہمارا نقارہ بجا رہے ہیں اور یہ آواز ہر طرف پھیل رہی ہے۔

"یہ انہی کی مہربانی ہے کہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ مثنوی میں ایک ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک چور ایک مکان کو نقب لگا رہا تھا۔ ایک شخص نے اوپر سے دیکھ کر کہا کیا کرتا ہے۔ چور نے کہا نقارہ بجا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ آواز تو نہیں آتی۔ چور نے جواب دیا کہ اس نقارہ کی آواز صبح کو سنائی دیوے گی اور ہر ایک سنے گا۔ ایسے ہی یہ لوگ شور مچاتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو لوگوں کو خبر ہوتی رہتی ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صـ ۲۶۸)

اب یہ دنیا میں ہر طرف جو احمدیت کا ڈنکا بج رہا ہے یہ نقارہ پیٹنے والے یہی ملازم رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے۔ یہ نقارے بجاتے ہیں اور شور ڈالتے ہیں مگر اس آواز کو سن کر کچھ لوگ بیدار ہو جاتے ہیں اور توجہ پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ بکثرت مجھے ایسے خط ملتے ہیں کہ جہاں نئے احمدی ہونے والوں نے اپنے واقعات بیان کئے ہیں اور اس وقت توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس کی طرف جاتی ہے کہ کس طرح یہ لوگ نقارہ پیٹ رہے ہیں۔ اگر ہندوستان کے مولوی مثلاً اس کثرت سے شور نہ ڈالتے تو ایک بہت بڑا حصہ ہندوستان کا ایسا تھا جسے کانوں کان بھی احمدیت کی خبر نہ ہوتی مگر خدا نے ان کی ذمہ داری لگائی ہے نقارہ پیٹنے کی، دن رات پیٹ رہے ہیں۔ چنانچہ بہت سے خطوط ایسے ملتے ہیں کہ ہمیں تو کچھ خبر ہی نہیں تھی مولوی صاحب نے یہ کہا اور خوب گند بکا احمدیت کے خلاف تو ہم نے سوچا کہ دیکھیں تو سہی یہ کون لوگ ہیں۔ جب دیکھا تو قصہ بالکل الٹ پایا اور بے حد دل میں جماعت کے لئے محبت پیدا ہوئی اور پھر ایسے لوگ اکثر لکھتے ہیں کہ ہم شدید مشکلات میں سے گزر کر فخر کے ساتھ جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ ہم پر کیا گزرتی ہے۔

ہندوستان کے حوالے سے چونکہ یہ جلسہ ہندوستان میں ہو رہا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایسے خط بھی ملے ہیں کہ تمام ماں باپ، خاندان سب نے قطع تعلق کر لئے، جائیدادوں سے عاق کر دیا مگر لکھنے والا اپنی خوشی اور طمانیت کا اظہار کر رہا ہے کہ جو کچھ میں نے پا لیا ہے ان کو کیا پتہ کہ میں نے کیا پایا ہے۔ تو یہ نقارہ پیٹنے والوں کی آوازیں ہیں جو ہر طرف پھیل رہی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ قادیان کو دنیا میں شہرت ملے گی، یہ وہ مقام ہے جسے سب دنیا جانے گی اور خواص و عوام سب قادیان کا نام سنیں گے اور اس کا تذکرہ دنیا میں پھیلے گا اور یہ عجیب اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا ہے کہ احمدیت نام ہی اگر یہ شریفانہ طور پر لیتے تو شاید یہ مضمون اس طرح پورا نہ ہوتا۔ ان کی دشمنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیاں پورا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ کا نام قادیانی رکھا ہوا ہے اور ساری دنیا میں کونے کونے میں زمین کے کناروں تک یہ نام شہرت پا چکا ہے۔ اور قادیانی نام پہلے پہنچتا ہے اور پھر اس شہرت کے پیچھے پیچھے احمدیت کا پیغام بھی پہنچتا ہے اور پہلا تعارف قادیانیت ہی سے ہوتا ہے۔

چنانچہ کئی دفعہ بعض ٹیلی ویژن سن کر دلچسپی لینے والے پوچھتے ہیں، مجھے خط بھی آتے ہیں کہ ویسے تو سمجھ آرہی ہے، بڑی اچھی باتیں ہیں مگر یہ نہیں سمجھ آرہی کہ آپ ہیں کیا۔ قادیانی ہیں کہ احمدی ہیں کہ لاہوری ہیں، کیا چیز ہیں۔ تو کیا کہیں گے اس کو۔ قادیان کی شہرت کے لئے جو اللہ نے انتظام کیا ہے۔ اس لئے لوگ تو چڑتے ہونگے میں تو نہیں چڑتا۔ میں تو کہتا ہوں کہ احمدی قادیانی ہیں۔ قادیانی احمدی کہہ لو مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے کیونکہ حقیقت میں اس مقام قادیان سے، اس دارالامان شہر سے جو برکتیں پھوٹی ہیں وہ اس نام کو بھی ساتھ ساتھ لئے پھرتی ہیں۔ جیسے پھول کا تصور خوشبو لے کے اڑتی ہے اس طرح آج دنیا میں احمدیت کی تبلیغ قادیان کی اس مقدس بستی کا نام بھی ہر طرف لئے پھرتی ہے جہاں اس وقت پانچ ہزار کے لگ بھگ لوگ مسجد اقصیٰ میں بیٹھے ہوئے ایک جلسہ منا رہے ہیں۔ اسی مسجد اقصیٰ میں جس میں آج سے سو سال پہلے انہی دنوں میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رفقاء کار میں بیٹھے ہوئے، اپنے غلاموں کے اندر بیٹھے ہوئے ایک جلسہ منعقد فرما رہے تھے۔

جہاں تک اسلام کی اس موجودہ حالت کا ذکر ہے جو اس وقت دنیا میں اسلام کے لئے وبال بنی ہوئی ہے اس موجودہ تکلیف دہ انحطاط اور زوال کی حالت سے انشاء اللہ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کو ادائیں وہی پسند آتی ہیں جن کا سچائی سے تعلق ہے اور خلوص سے تعلق ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۷ تبوک ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۲﴾

(سورہ الحدید : ۲۲)

گزشتہ خطبے میں جو مضمون چل رہا تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس کے حوالے سے تھا اس کی چونکہ ابھی صرف دو سطریں ہی ختم ہوئی تھیں اس لئے میں نے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ آئندہ خطبے میں اسی اقتباس کو اور اس سے تعلق رکھنے والے مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ پہلے ایک اور آیت تھی جس کے تعلق میں یہ اقتباس پیش کیا جا رہا تھا اب ایک اور آیت ہے جس کے تعلق سے یہی اقتباس پیش کیا جائے گا اور ان دونوں میں بھی گہرا تعلق ہے۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس مضمون پر میں مزید روشنی ڈالوں یا اس آیت کریمہ سے اور مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے مزید روشنی حاصل کروں اور آپ کے ساتھ شریک ہوں میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ماریشس کا آج سالانہ جلسہ شروع ہو رہا ہے اور اسی طرح جماعت احمدیہ سپین کا بارھواں سالانہ جلسہ شروع ہو رہا ہے اور ان دونوں جماعتوں نے بار بار اصرار کیا ہے کہ اس خطبہ جمعہ میں ان کا بھی ذکر خیر چلے اور ان کو مخاطب کر کے بھی کچھ باتیں کی جائیں۔ پس مضمون تو وہی رہے گا اس کے حوالے سے ان کو بطور خاص مخاطب کرنے کے لئے مجھے یاد آیا تو موقع محل کے مطابق وہ ذکر کروں گا مگر اس ابتدائی عمومی ذکر میں ہی ان لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ذکر جو آج یہاں چل رہا ہے یہ ساری دنیا میں اس وقت جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کا سٹیلائٹ کے ذریعے رابطہ قائم ہے وہاں چل رہا ہے اور دنیا کے ہر خطے میں چوبیس گھنٹے کے ہر منٹ یا ہر لمحے میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ باتیں پہنچ رہی ہیں۔ اور جہاں جہاں بھی احمدی انہیں سن رہے ہوں گے طبعاً ان کے دل میں ان دونوں جماعتوں کے لئے خصوصیت سے دعا کی تحریک ہو گی اور یہ غالباً ان کا مقصد ہے۔ باقی نصیحتیں تو سب کے لئے مشترکہ ہی ہوا کرتی ہیں ہاں اگر کوئی ایسی بات ذہن میں آئی جو ان دونوں جماعتوں کو بطور خاص کہنی ہو تو انشاء اللہ میں اس کا ذکر کروں گا۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سابقوآ الیٰ مغفرۃ"۔ "سابقوا" میں تیزی سے بڑھنے کا مضمون ہے اور ایک دوسرے سے مسابقت کا مضمون بھی ہے۔ "سَبَقَ" کہتے ہیں ایسے شخص کو جو تیزی سے آگے نکل گیا یعنی ایک شخص جو آگے نکل جائے تیزی سے خواہ وہ شخص ہو یا گھوڑا بھی ہو اس کے لئے "سَبَقَ" کا لفظ آئے گا۔ سبقت لے گیا۔ مگر "سَابَقَ" کا مطلب ہے کہ مقابلے میں سبقت لے گیا تو یہ مضمون زیادہ تحریص کی خاطر، زیادہ توجہ دلانے کی خاطر ایسے صیغے میں بیان فرمایا ہے جس میں مغفرت کے تعلق میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کا مضمون داخل فرما دیا۔ ہر شخص کے لئے مغفرت حاصل کرنے میں جلدی کرنی چاہئے، لیکن "سابقوا" کہہ کر یہ فرما دیا کہ تم ایک دوسرے سے بھی مغفرت میں مقابلے کرو۔ یعنی یہ مطلب نہیں کہ کھلم کھلے چیلنج دے کر مقابلے کرو مگر کوشش کرو کہ اپنے ان بھائیوں سے آگے بڑھو جو ہمیشہ مغفرت طلب کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور مغفرت طلب کرنے کی تائید میں ان کے اعمال رونما ہوتے رہتے ہیں۔ پس ایسا چیلنج نہیں کہ جو اکٹھا ایک لائن پہ کھڑا کر کے بھگایا جا رہا ہو۔ مراد یہی ہے کہ ہر مومن کو محض یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ میں آگے بڑھ رہا ہوں بلکہ باقیوں کو دیکھ کر اپنی حیثیت کی تعیین کرے۔ اگر مغفرت کے میدان میں اسے اپنے سے آگے بہت سے دکھائی دے رہے ہوں تو پھر مقابلہ کرے اور یہ کوشش کرے کہ سب سے آگے بڑھ جائے۔

"سابِقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم" اپنے رب کی طرف سے مغفرت میں مقابلے کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھو۔ "و جنۃ عرضھا کعرض السمآء" اور جنت کی طرف آگے بڑھو جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی طرح ہے۔ اس میں بہت سے پہلو ہیں جو تفصیل طلب ہیں ان کی تفصیل میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں مگر یاد رکھیں کہ یہاں جنت کو اور مغفرت کو گویا ایک دوسرے کا متبادل پیش کیا گیا ہے۔ یعنی اگر تم مغفرت کی طرف تیزی سے آگے بڑھو گے تو جنت کی طرف بھی آگے بڑھو گے اور گویا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور جہاں تک یہ مضمون ہے کہ "عرضھا کعرض السمآء والارض" اگرچہ اسے محض جنت کی وسعت کے بیان کے تعلق میں پیش کیا جاتا ہے مگر میرے نزدیک اس کا تعلق ویسا ہی مغفرت سے ہے کیونکہ مغفرت کی وسعت کے ساتھ جنت کی وسعت کا تعلق ہے۔ جتنی بھی کسی کو خدا تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت نصیب ہوگی اسی قدر اس کی جنتوں کو وسعت ملے گی اور یہ دونوں مضامین ایک دوسرے سے باہم پیوستہ ہیں۔ اور مغفرت کا تعلق چونکہ رحمت سے ہے اور رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور جنت بھی رحمت ہی کے نتیجے میں ہے اس لئے یہ دونوں مضامین ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں اعمال کا ذکر نہیں اور جنت کا ذکر ہے۔ یہی وہ ایک مقام ہے جہاں کسی اور مضمون کے بیان کرنے کی بجائے محض مغفرت ہی کو جنت کی کنجی کے طور پر پیش فرمایا گیا ہے۔ اس لئے اس کو بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور اس مضمون کو میں نے یہاں اس لئے اٹھایا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جو میں اقتباس آپ کے سامنے رکھ رہا تھا اس میں خوف کے بہت سے پہلو ہیں اور جوں جوں وہ اقتباس آگے بڑھتا چلا جاتا ہے انسان بہت زیادہ خوف زدہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجزیہ کر کے، کھول کھول کے انسانی نفوس کے دھوکے اور وہ گناہ بیان کئے ہیں جن میں وہ ملوث ہوتا ہے اس کو پڑھتے پڑھتے ہر انسان کی طبیعت خوفزدہ ہو جاتی ہے کہ کہیں نہ کہیں اسے اپنی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ وہ ساری بیماریاں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں وہ تمام تر ایک شخص میں اگر ہوں تو وہ شیطان کا دوسرا مظہر ہوگا ایک اور شیطان اور اس شخص کے دو نام ہوں گے وجود ایک ہی ہوگا گویا کہ۔ مگر جب یہ بیماریاں بیان کی جاتی ہیں تو مراد یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ان عبارتوں کو پڑھتا ہے وہ اپنے نفس پر ان کا اطلاق کرتا ہوا آگے بڑھے اور جہاں بھی اس کا نفس اس کو متنبہ کرے کہ یہ تو تمہاری تصویر ہے وہاں ٹھہرے اور غور کرے اور پھر فیصلہ کرے کہ کس طرح اس الجھن سے نجات مل سکتی ہے۔ اس مصیبت سے کہ انسان ایک گناہ میں پھنس گیا ہے اور نجات کی راہ دکھائی نہیں دیتی اس غیر معمولی خوفزدہ حالت سے نکالنے کے لئے مغفرت کا مضمون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مغفرت یعنی اللہ کی رحمت ہر چیز پر وسیع ہے اور مغفرت کی وسعت کے مضامین اور بھی بہت سے بیان ہوئے ہیں۔ مگر اس آیت کریمہ میں مغفرت کی وسعت اور عظمت کا جو بیان ہے ویسا اور کسی آیت میں آپ کو نہیں ملے گا کہ مغفرت کو ہر دوسری چیز پر حاوی کر دیا گیا، ہر چیز سے وسیع کر دیا گیا اور جنت ہی کا نام مغفرت رکھ دیا ہے اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جنت کسی کے اعمال کے زور سے نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ عقل کے خلاف بات ہے کہ ایک انسان کو اپنے اعمال کی وجہ سے وہ جنت ملے جس کی وسعتوں کی انتہاء کوئی نہیں۔ انسانی اعمال اگر کامل طور پہ اللہ کی رضا کے تابع بھی ہوں تب بھی انسانی زندگی محدود، اس کے عمل کے دائرے محدود اور ایک محدود چیز کی جو اپنی مکانیت کے لحاظ سے بھی محدود ہو، زمانی لحاظ سے بھی محدود ہو لامتناہی جزا اور ایسی وسعت والی جزا جس کا جنت میں نقشہ کھینچا جاتا ہے یہ عقل کے خلاف بات ہے۔ یعنی اس کا سبب اور نتیجے کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ سبب بہت ہی محدود ہے اور نتیجہ بہت وسیع اور لامتناہی۔ اس لئے اس مضمون کا مغفرت سے تعلق ہے اور مغفرت سے جب تعلق ہوتا ہے تو کمزور آدمی بھی اس میں داخل ہو جاتے ہیں اور بہت بڑے بڑے پاکباز بھی اس میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس پہلو سے جو وسعت جنت کی بیان کی گئی ہے اس مضمون میں بھی وہی وسعت شامل ہو جاتی ہے۔ یعنی یہ وہ مغفرت کی آیت ہے جو ذلیل ترین گنہگار کے اوپر بھی سایہ کئے ہوئے ہے امکانی طور پر، اور عظیم ترین نبی کے پاک اعمال پر بھی سایہ کئے ہوئے ہے اور وہاں بھی جو انسانی کمزوریاں اس بزرگ نبی کو اپنے

اندر دکھائی دیتی ہیں ان پر بھی اس کی رحمت کا سایہ ہے۔

تو جہاں وسعتوں کا مضمون ہو وہاں اس سے بہتر انداز بیان اختیار ہو نہیں سکتا کہ مغفرت جنت ہی کا دوسرا نام ہے اور مغفرت کا سایہ اتنا وسیع ہے کہ اس سے کائنات کا کوئی پہلو باہر نہیں رہتا۔ "عرض" کا معنیٰ میں وسعت کر رہا ہوں کیونکہ عربی لغت میں اس کا ایک معنیٰ وسعت بھی ہے۔ بہت سے معانی ہیں ایک معنیٰ قیمت بھی ہے۔ اس لحاظ سے اس کا ترجمہ یہ بنے گا کہ ایسی مغفرت کی طرف، اپنے رب کی طرف سے ایسی مغفرت کی طرف آگے بڑھو اور ایسی جنت کی طرف آگے بڑھو جس کی قیمت زمین و آسمان کی قیمت کے برابر ہے۔ مگر میں نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بھی عربی لغت سے ثابت مگر اس سے بہت بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا تصدیق یافتہ ترجمہ ہے۔ کیونکہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ میں سے بعض نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کی جو وسعتیں ہیں ان تمام وسعتوں پر جنت حاوی ہے یعنی ان سے کم نہیں پوری کی پوری ان پر اتر رہی ہے۔ اگر یہ بات ہے تو جہنم کہاں ہے؟۔ اس کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ نہیں دیا کہ قیمت ہے یہ مراد جیسے تم غلط سمجھ رہے ہو۔ آپؐ نے تسلیم کیا اور فرمایا کہ جہنم بھی وہیں ہے لیکن تم سمجھ نہیں سکتے ان باتوں کو۔

مغفرت کی کوشش کا جہاد تو کرنا ہی کرنا ہے کیونکہ اگر نہیں کریں گے اور محض فضل کے لئے بیٹھے رہیں گے تو یہ سچائی کے خلاف ہوگا اور فضل سچائی کے نتیجہ میں اترتا ہے۔

اس دور کا انسان ابھی اپنے علم میں اتنا آگے ترقی نہیں کر سکا تھا کہ وہ جہتوں کو سمجھ سکتا ہو اور DIMENSIONS جو بڑھ رہی ہیں، انسانی تصور جن پر محیط ہوتا چلا جا رہا ہے اس کا کوئی ادنیٰ تصور بھی اس وقت موجود نہیں تھا صرف شش جہات تھیں جن سے وہ جانتا تھا اور ایک وقت کی جہت جس کو وہ شامل کرلے اس کے سوا اس کے سامنے کوئی چیز نہیں تھی۔ اور شش جہات بھی دراصل تین جہات ہیں۔ اس کو ہم شش اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ایک کنارہ اگر یوں پھیلی ہوئی جہت ہے تو ایک بائیں طرف پھیلا ہوا سمجھتے ہیں اور ایک دائیں طرف پھیلا ہوا سمجھتے ہیں حالانکہ جو حساب دان ہیں وہ اس کو ایک جہت کہتے ہیں کیونکہ کسی ایک انسان کے حوالے سے تو ہے نہیں کہ وہاں کھڑا ہو تو اس کے بائیں طرف اور اس کے دائیں طرف یہ جہت ہے، لامتناہی پھیلی ہوئی ہے۔ تو جس کو ہم شش جہات اردو میں کہتے ہیں انگریزی میں اس کو THREE DIMENSIONS کہتے ہیں اور اگر وقت کو داخل کر لیں تو FOUR DIMENSIONS ۔ تو چار DIMENSIONS میں گھرا ہوا انسان یہ تصور کر ہی نہیں سکتا تھا اس زمانے میں کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جہت کے اعتبار سے جو اپنی ضد کے ساتھ ایک جگہ اکٹھی ہو جائے۔

اب تین چیزوں کو اکٹھا فرمایا گیا ایک زمین و آسمان اور اس میں ہمیں جنت تو دکھائی دے ہی نہیں رہی کہیں۔ اس لئے پہلا سوال تو یہ اٹھنا چاہیئے تھا کہ یا رسول اللہ وہ ہے کہاں؟ جنت کہاں چلی گئی؟ ہم تو زمین و آسمان کو صبح بھی دیکھتے ہیں شام کو بھی، رات دوپہر اور ہمیں تو یہ زمین آسمان خالی خالی نظر آتے ہیں کوئی جنت ہی نہیں دکھائی دے رہی۔ تو اس سوال کا جواب جو انہوں نے کیا، اسی آیت کریمہ میں موجود تھا کہ جب یہ کہا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے تو ظاہر بات ہے کہ یہ کوئی اور طرح کی چیز ہے جس کے مادی وجود جس سے متصادم نہیں ہوتے۔ گویا DIMENSIONS اور ہیں۔ ایک ہی وقت میں، ایک ہی مقام، ایک ہی وقت کی قدر کو اکٹھا کر دیں تب بھی وہ ایک دوسرے کو دکھائی نہیں دیں گی، ایک دوسرے سے کوئی تعلق ہی قائم نہیں ہوگا۔

میں نے اس کی مثالیں بارہا دی ہیں کہ یہاں جو ریڈی ایشن ہے فضا میں اس کی جہتیں مختلف نہیں ہیں۔ یہ THREE DIMENSIONS یا FOUR DIMENSIONS کے اندر ہے۔ اس کے باوجود محض اس کی لطافت کے فرق کی وجہ سے ہمیں محسوس نہیں ہوتی۔ اگر DIMENSIONS بدل جائیں تو اس کے وجود کا کوئی تصور ہی نہیں ہو سکتا، اس کی نوعیت ہی نہیں سمجھ آ سکتی۔ موجود رہے گی مگر کسی پہلو سے بھی انسان اس کو اپنے دائرہ تصور میں کھینچ کر لا نہیں سکتا۔ یہ DIMENSIONS کا فرق ہے۔ لطافت کا فرق اور ہے۔ لطافت کے نتیجے میں ٹیلی ویژن کی لہریں آپ یہاں نہ دیکھ رہے ہیں، نہ سن رہے ہیں مگر گھر جا کے ٹیلی ویژن ON کریں گے تو آپ ان کو پکڑ لیں گے۔ مگر کوئی ٹیلی ویژن ایسی نہیں ہے، نہ ہو سکتی ہے جو دوسری جہت کی اس چیز کو کھینچ لائے جو ہمارے ساتھ ہے مگر ہمیں معلوم نہیں ہے، ہمیں دکھائی بھی نہیں دے رہی، ہمیں تصور ہی نہیں ہے اس کا کوئی۔

تو یہ فرق ہیں جو قرآن کریم کی آیات بتاتی ہیں۔ اور ایسا عظیم علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں آئندہ زمانوں کی باتیں ہو رہی ہیں جس کا کوئی وہم و گمان بھی انسان نہیں کر سکتا تھا کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا، یہ ناممکن ہے۔ پس اسی آیت کریمہ نے یہ مضمون پیش کیا ہے کہ تین چیزیں ایک دوسرے سے مل گئی ہیں جہنم بھی یہیں ہے، جنت بھی یہیں ہے اور یہ دنیا جس میں ہم بس رہے ہیں یہ زمین و آسمان یہ بھی یہیں ہیں اور ان کی وسعتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور کیسے ملتی جلتی ہیں "کَ" کے لفظ نے ہمیں دعوت دی ہے کہ غور کریں اور معلوم کریں یہ وسعتیں کیا ہیں۔ اور جو فرق ہے جہنم اور جنت کے درمیان وہ مغفرت کا فرق ہے، صرف اعمال صالحہ کا سوال نہیں۔ کیونکہ اعمال صالحہ اگر اپنی انتہاء کو بھی پہنچ جائیں تو جیسا کہ میں نے ثابت کیا ہے ان کی منصفانہ جزا یہ نہیں ہو سکتی۔ جتنے اعمال اس کو دس گنا کر دیں سو گنا، ہزار، لاکھ گنا کر دیں محدود اعمال کی لامتناہی جزا تو عقل میں آ ہی نہیں سکتی اس لئے اس کا مغفرت سے تعلق ہے اور بہت ہی اہم مضمون ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے انسان کو بھی ایک حیرت انگیز طور پر خوش خبریوں، لامتناہی انعامات کی دعوت دے دی گئی اور عظیم سے عظیم انسان کو بھی انکسار سکھا دیا گیا کہ یہ جو عظمتیں اور وسعتیں ہیں یہ تمہیں اللہ کے فضل سے ملیں گی اس کے بغیر تو ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کے معاً بعد یہی فرمایا "**ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم**" یہ باتیں فضل کی ہیں۔ فضل جیسے "جھونگا" دیا جاتا ہے "جھونگے" کا نام ہے مگر بندوں کے جھونگے اور اللہ کے جھونگے میں دیکھو کتنا فرق پڑ گیا ہے۔ بندہ ایک چیز خریدتا ہے اس کی قیمت ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ معمولی سا کچھ اور حاصل کر لیتا ہے جھونگے کے طور پر۔ اور جو رقم دیتا ہے وہ اس چیز کے برابر ضرور ہوتی ہے جو چیز خریدی جا رہی ہے۔ مگر خدا کے سودے دیکھو بندوں سے کیسے عجیب ہیں۔ وہ رقم بھی نہیں دیتا جس سے اس کے عمل کے برابر جزائیں مل سکیں۔ اکثر اعمال کھوکھلے، ننگے، دھوکے، انسان ساری زندگی غفلت کی حالت میں بسر کر دیتا ہے سمجھتا ہے کہ میں بڑے نیک اعمال کر رہا ہوں ہاتھ پلے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور اللہ اس گھٹیا سی چیز کو جس میں کچھ نیکی کا عنصر بھی آ جائے اس کو قبول فرما لیتا ہے اور پھر جھونگا وہ جو لامتناہی ہے۔ قیمت وہ جو وصول ہی نہیں ہوئی اور اس کے برابر نہیں دے رہا بلکہ ایسا دے رہا ہے کہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا وہ مضمون۔ یہ وہ بات ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اس موقع پر یوں کھول دیا "**ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء**" یہ نہ سمجھنا کہ تم اپنے اعمال کے نتیجے میں کچھ بھی حاصل کر سکو گے، مغفرت ہے جس کے نتیجے میں اعمال نظرانداز ہو جائیں گے۔ مغفرت کی چادر یہ نہیں دیکھا کرتی کہ اعمال کیسے ہیں۔ جب وہ ڈھانپ لے گی تو ہر کمزوری کو ڈھانپ لے گی اور وہ چادر اتنی وسیع ہے کہ زمین و آسمان کی وسعتوں پر محیط ہے۔

اور اب وسعتوں کا حال بھی عجیب ہے۔ ان پر آپ غور کریں تو وہ وسعتیں لامتناہی نہیں بلکہ ہمیشہ آگے بڑھتی چلی جانے والی ہیں۔ لامتناہی ان معنوں میں ہیں یعنی کہ ہمیشہ آگے بڑھتی چلی جانے والی ہیں۔ اب زمین و آسمان اور کائنات کا تصور جس لمحے بھی آپ باندھیں گے کہ یہ اتنا فاصلہ ہوگا اسی لمحے آپ غلط ثابت ہو جائیں گے کیونکہ وہ فاصلے اور بڑھ چکے ہوں گے اور اس تیزی سے بڑھ رہے ہیں کہ انسانی تصور اس کا ادنیٰ سا حصہ بھی پا نہیں سکتا۔ کیونکہ ایک سیکنڈ میں اگر آپ لاکھواں حصہ کی رفتار کے ساتھ بھی سوچ رہے ہوں، ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصے کے حساب سے بھی تو زمین و آسمان کی وسعتیں اس سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہیں اور انسان کو ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصے میں سوچنے کی طاقت ہی نہیں ہوتی بہت معمولی سی طاقت ہے۔ اتنی معمولی سی ہے کہ اگر فلم کو اٹھارہ فریم فی سیکنڈ کے لحاظ سے آگے بڑھایا جائے تو انسانی دماغ یہ معلوم ہی نہیں کر سکتا کہ کھڑی چیز ہے یا چلتی چلی جا رہی ہے۔

بااعتماد ادارہ

جرمنی سے پاکستان کا سفر اپنی قومی ایرلائن PIA سے کیجیے

۷ دسمبر تک کے لئے کرایوں میں حیرت انگیز کمی کا اعلان

PIA	فرنکفرٹ۔ کراچی۔ فرنکفرٹ	۹۵۰ مارک
PIA	فرنکفرٹ۔ لاہور۔ اسلام آباد۔ فرنکفرٹ	۱۴۰۰ مارک
PIA	فرنکفرٹ۔ لاہور۔ اسلام آباد براستہ کراچی معہ واپسی	۱۲۵۰ مارک

جرمنی کے کسی بھی شہر سے انڈیا اور پاکستان کے کسی بھی شہر تک بذریعہ ریل و فلائی ٹکٹ کی سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے علاوہ امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ کے لئے ہمارے پاس بہت ہی سستے کرائے ہیں۔

جرمنی میں ہاؤس ٹیکسٹائل، باتھ روب، ٹاول، بیڈ ویئر، کچن ٹاول فروخت کرنے والی پاکستانی فرم۔ مزید معلومات کے لئے رابطہ قائم کریں۔

عرفان احمد خان

REISEBURO
RÖDERMARK UND UNTERNEHMER GESELLSCHAFT
TEL: 06074/881256/881257
FAX : 06074/881258 (Irfan Khan)

یہ تو اس کی وسعت کا حال ہے۔ اور وعدے وہ دیئے جا رہے ہیں جو لامتناہی، کبھی ختم نہ ہونے والے اور آگے بڑھتے چلے جانے والے۔

تو یہ خدا کے مغفرت کے سودے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ بلا رہا ہے۔ اس کے لئے "**سابقوا**" کا لفظ فرمایا کہ جلدی کرو، ایسی حالت میں نہ مرجانا کہ تمہیں مغفرت نصیب نہ ہوئی ہو۔ تم اگر مغفرت کے نصیب ہونے سے پہلے مرگئے تو کچھ بھی ہاتھ میں نہیں رہے گا۔ پس بہت ہی اہم مضمون ہے۔ اور اس میں جہاں ایک طرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نتیجے میں انسان کے دلوں کو ٹھہرایا گیا ہے ورنہ وہ ہاتھ سے نکل جاتے گناہوں کے تصور سے، ان کو سنبھالا گیا ہے۔ وہاں خوف بھی دلایا گیا ہے کہ سنبھلنے کے دن خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے ہیں جہاں مغفرت کا تصور تمہیں سنبھالے رکھے گا۔ جب آنکھیں بند ہوئیں تو مغفرت کا مضمون ہاتھ سے نکل جائے گا اس سے پہلے پہلے حاصل کر لو اور اس معاملے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تیز رفتاری کے ساتھ مغفرت کی طرف آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

پس جہاں مغفرت کا مضمون ہے وہاں گناہوں کو جرات نہیں دلائی جا رہی بلکہ نیکیوں کو جرات دلائی جا رہی ہے۔ یہ بھی عجیب اس کلام الٰہی کا کمال ہے کہ جب اتنی بڑی مغفرت کا مضمون ہو تو انسان، گنہگار انسان تو یہی سمجھے گا کہ اب میں یہیں بیٹھ رہوں جب مغفرت لامتناہی ہے تو میرے گناہوں کی کیا بات ہے میں تو بخشا ہی جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما رہا۔ متنبہ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ گناہ چھوڑنے میں جلدی کرو کیونکہ مغفرت کا تعلق گناہ چھوڑنے کی کوشش سے ہے۔ اور ایک دوسرے سے آگے بڑھو کیونکہ تمہیں پتہ کوئی نہیں اس کا وقت کب آئے گا، تمہارا وقت کب آئے گا۔ اگر اس نے پہلے سے زیادہ کمائیاں کر لی ہوں تم سے زیادہ کمائیاں کر لی ہوں اور تم جلدی مرجاؤ تو تم اس سے بہت پیچھے رہ جاؤ گے اس لئے اس حرص کے ساتھ آگے بڑھو کہ کہیں وہ زیادہ ہی نہ لے گیا ہو مجھ سے۔ یہ زیادہ کی تمنا بعض دفعہ لطیفوں کی صورت میں بھی بیان ہوتی ہے مگر وہ لطیفے دراصل انسانی فطرت کی نقاشی کرتے ہیں۔ ان میں محض ہنسی کی بات نہیں بہت سنجیدہ پیغامات ہوتے ہیں۔ پس جیسا کہ میں نے ایک دفعہ آپ کے سامنے پہلے بھی بیان کیا تھا ایک اندھے نے ایک سوجاکھے کے ساتھ مل کر، پیسے ڈال کے حلوہ بنوایا اور یہاں کے ملکوں میں تو اس کی کوئی بھی قیمت نہیں ہے مگر غریب ملکوں میں بڑی قیمت ہے کیونکہ وہاں تو شعراء بھی یہ کہتے ہیں کہ "ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے" کہ روز روز عید نہیں ہوا کرتی کہ وہ حلوہ کھائے۔ اور ان ملکوں میں تو اس کا وہم و گمان بھی نہیں آسکتا کہ سال میں ایک دن کسی عید میں بعض لوگوں کو حلوہ ملتا ہے تو میں اس ملک کی بات کر رہا ہوں یہ مغرب کے حافظ صاحب نہیں تھے بلکہ مشرقی ملک کے رہنے والے تھے۔ تو انہوں نے بے چاروں نے کچھ پیسے جوڑے کچھ ایک سوجاکھے نے اور دونوں نے مل کے حلوہ تیار کروایا۔ جب کھانے لگے تو کچھ دیر کے بعد حافظ صاحب کو خیال آیا مجھے کیا پتہ یہ کتنا تیز کھا رہا ہے۔ میں اندھا بے چارہ، پیسے برابر کے ہیں تو مجھے تیز کرنا چاہئے کچھ۔ اس نے ذرا رفتار تیز کر دی جلدی جلدی لقمے کھانے شروع کردیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا کہ مجھے کیا پتہ کہ ایک ہاتھ سے کھا رہا ہے کہ دو ہاتھ سے کھا رہا ہے تو چلو دونوں ہاتھوں سے کھاتے ہیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا اور وہ بے چارہ جو دوسرا تھا وہ حیران ہو گیا حافظ صاحب کو دیکھ کے کہ یہ کر کیا رہے ہیں۔ وہ تو کھانا ہی چھوڑ بیٹھا۔ وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ کھاتے کھاتے حافظ صاحب کو خیال آیا کہ کوئی اور ترکیب اس نے کی ہوگی مجھے نظر نہیں آ رہی۔ حلوہ سارا اٹھایا انہوں نے کہا جی باقی میرا حصہ ہے۔ تو اندھے کو بھی جو چیز پسند ہے اس میں سبقت کی روح تو ہے نا اور جس کو نظر نہیں آ رہا۔ ہم بھی تو اندھے ہی ہیں۔ ہمیں نہ اپنے اعمال نظر آ رہے ہیں نہ یہ پتہ ہے کہ کب مرنا ہے۔ زمین و آسمان کی حقیقت سے ناآشنا، یہ پتہ نہیں کہ کب خدا کی مغفرت نصیب ہو سکتی ہے، کون سا عمل ہے جو اسے پسند آ جائے گا۔ تو اس دنیا کے اندھے سے بہت بڑھ کر سبقت کی روح اختیار کریں۔ اس میں ہنسی کی بات نہیں ہے۔ آپ دونوں ہاتھوں سے مغفرت طلب کریں، سارا تھال اٹھالیں اعمال کا تب بھی محدود رہیں گے اور جو مغفرت کا مضمون ہے وہ آگے بہت آگے بڑھ جائے گا۔ اس کی جو وسعت ہے وہ وسعت والی مغفرت آپ کے ان اعمال سے نصیب نہیں ہو سکتی وہ فضل سے نصیب ہوگی اور فضل کا وعدہ ہے اگر کوشش کرتے رہو۔ تو اگر کوشش کرو کہ اللہ ہمیں ان محدود، گندے، ناپاک اعمال کے نتیجے میں بھی بخش دے تو اس طرف بڑھنے کی ضرورت ہے یعنی اپنے اعمال کو رفتہ رفتہ جہاں تک ممکن ہو ان گندے اعمال کو دور کرکے نیک اعمال میں داخل ہونے کی سعی، مسلسل سعی بلکہ سبقت لے جانے کی کوشش۔ اور پھر آخر پر پھر وہی بات کہ سب کچھ کر گزرنے کے بعد پھر بھی پتہ نہیں کیا حالت ہے تو پھر اس دنیا کے اندھے کی طرح نیک اعمال پر ایسے ہاتھ مارو کہ گویا سب کچھ سمیٹنے کی کوشش کر رہے ہو۔ اس حالت میں اگر موت آتی ہے تو خدا کا یہ وعدہ لازماً پورا ہوگا "**سابقوا الیٰ مغفرة من ربکم و جنة عرضها کعرض السمآء**" اس مغفرت کی طرف آگے بڑھو یعنی اس جنت کی طرف ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، ان کا عرض، ان کا پھیلاؤ، ان کی وسعتیں زمین اور آسمان کی وسعتوں کی طرح ہیں۔ لامتناہی ہیں۔ کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ جلدی کر لو کیونکہ تمہاری زندگی محدود ہے یہ جنتیں محدود نہیں ہیں۔ اور لامتناہی جنتوں کی طرف بلانے کا عمل فضل اللہ کے بغیر ممکن نہیں اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے فضل طلب کرتے رہو۔ اور "**واللہ ذوالفضل العظیم**" میں ان وسعتوں سے بھی زیادہ مضمون بیان ہو گیا ہے جو پہلے پیش کی گئی ہیں۔ کیونکہ لفظ عظیم ایک معنیٰ میں اعظم سے بھی زیادہ وسیع لفظ ہے۔ اس لئے اللہ کا نام اعظم نہیں رکھا۔ خدا تعالیٰ نے خود اپنے نام کو اعظم کے طور پر پیش نہیں فرمایا۔ کیونکہ اعظم میں پھر بھی مقابلہ ہے کوئی چھوٹی چیزیں بھی ہیں۔ مگر عظیم میں اصل میں یہ معنیٰ ہے کہ اس کے سوا عظمت ہے ہی کسی کو نہیں۔ اعظم اگر کہا جائے تو مراد ہے دوسرے بھی عظیم لوگ ہیں وہ نسبتاً کم عظمت والے ہیں خدا نسبتاً زیادہ عظمت والا ہے۔ مگر عظیم میں ایک ایسی حیرت انگیز شان ہے کہ وہ کامل طور پر عظمت کے مضمون کو سمیٹ لیتی ہے، اس میں مقابلے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ وہی عظیم ہے اور کوئی عظیم ہے ہی نہیں، ہر عظمت اس کی ہے۔ اس کے سوا کسی اور کی عظمت نہیں۔

حمد و ثنا والے مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی مضمون بیان فرمایا ہے اسی رنگ میں کہ "عظمت ہے اس کی عظمت"۔ اب دیکھیں قرآن کریم سے کتنا گہرا تعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو، لیکن پڑھنے والا اگر غور نہیں کرے گا تو اسے نہیں سمجھ آئے گی۔ "عظمت ہے اس کی عظمت" سے مراد یہ ہے کہ اور کسی کی عظمت ہے ہی کچھ نہیں۔ یہ وہم دل سے نکال دو۔ مقابلے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ایک ہی ہے جو عظیم ہے۔ تو "**واللہ ذوالفضل العظیم**" میں وہ جو وسعتوں والی جنت ہے اس سے بھی زیادہ وسیع تصور پیش فرمایا گیا ہے اور اس تصور نے ایک اور مضمون پیدا کر دیا کہ انسان جو اس کائنات کو بہت وسیع سمجھتا ہے اس سے زیادہ اس کا تصور پہنچ ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ بعض سائنس دان اور اونچے درجے کے حساب دان یہ سمجھتے ہیں کہ حسابی رو سے اس کائنات کے سوا دوسری کائنات ہو ہی نہیں سکتی بس یہی ہے۔ لیکن اب جو نئی دریافتیں ہو رہی ہیں ان سے یہ امکانات کھل رہے ہیں اور وہ حیران اور ششدر رہ گئے ہیں کہ یہ کائنات بھی کسی اور طرف متحرک ہو رہی ہے، وسعتوں کے علاوہ کسی اور طرف بڑھ رہی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے جس کی طرف بڑھ رہی ہے۔ کوئی کشش ہونی چاہئے اس میں۔ اگر ہے تو وہ کیا ہے۔ ابھی تک ہمیں کوئی خبر نہیں۔

تو "**واللہ ذوالفضل العظیم**" میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ تم کائنات کے حوالے سے یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ خدا کے پاس بس یہی کچھ ہے جو تمہیں دے گا۔ تمام کائنات کی وسعتیں بھی مانگ لو تب بھی خدا کے خزانے ختم نہیں ہوتے اور یہی مضمون ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بعینہ اسی طرح ہمیں سمجھایا۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ ساری کائنات بھی اس سے مانگ لو تو اس کے فضلوں میں تو کوئی کمی نہیں آئے گی، اس کی طاقتوں میں، اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اتنی بھی نہیں آئے گی جیسے سوئی کو کسی وسیع سمندر میں ڈبو کر باہر نکال لو اس کے ناکے پہ جتنا پانی چمٹا ہوگا اتنی کمی بھی نہیں آئے گی اللہ کے خزانوں میں اگر تم اس سے ساری کائنات مانگ لو۔ تو "**واللہ ذوالفضل العظیم**" نے اس مضمون کو بے انتہا وسعت عطا فرما دی ہے مگر فضل کے طالب ہمیشہ رضا پر نظر رکھا کرتے ہیں۔

مغفرت کے ساتھ جہاں رحمت کا تعلق ہے وہاں فضل کے ساتھ رضائے باری تعالیٰ کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی دلیل نہیں کوئی استدلال نہیں، ایک انسان کی کوئی ادا کسی کو پسند آ جائے اسے جو چاہے دیدے جتنا چاہے دیدے۔ اس کا مغفرت سے تعلق نہیں ہے کیونکہ مغفرت میں تو اس کی کمزوری کے نتیجے میں سزا نہ دینے کا مضمون ہے، اس کی غفلت کے نتیجے میں اسے بعض نعمتوں سے محروم نہ کرنے کا مضمون ہے۔ فضل کا مضمون اس سے آگے بلند تر مضمون ہے جس میں پسند کی بات ہے۔ اب بعض لوگ ایسے بھی ہیں ساری عمر گناہوں میں مبتلا ان کی کوئی ایسی ادا خدا تعالیٰ کو پیاری لگتی ہے کہ سارے گناہ بخش دیئے لامتناہی جنتوں میں داخل کر دیا یہ "**ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم**" کے ساتھ تعلق ہے اور اس کے لئے ہمیشہ انسان کو رضا کا طالب رہنا چاہئے۔

مغفرت کے طالب کے لئے اپنے گناہوں پر نظر رکھ کر ان کو کم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کوشش میں وہ کامیاب نہ بھی ہو تو اللہ کی مغفرت اسے ڈھانپ سکتی ہے لیکن نیت کا خلوص لازم ہے۔ نیت صاف ہو، سچی ہو، کوشش ضرور ہو اور جاری رہے اور کسی مقام پر ٹھہرے نہیں اور کوشش یہ ہو کہ رفتار بڑھتی رہے، کم نہ ہو۔ یہ ہے وہ مضمون جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کا وعدہ ہے جو لامتناہی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس حد تک لامتناہی کہ کائنات کی وسعتوں پہ محیط ہے۔ اور انسانی جنت بھی جو انسان کو ملے گی وہ بھی کائنات کی وسعتوں پر محیط ہے لیکن اس کا دائرہ بڑھ رہا ہے اور آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ فضل یہ کہتا ہے کہ ایسی باتیں کیا کرو جو پیاری لگیں۔ بعض دفعہ کسی کی ایک ادا ہی ایسی پیاری لگتی ہے کہ انسان اس کو اپنا دل دے بیٹھتا ہے اور ہمیشہ کے لئے اسی کا ہو جاتا ہے۔ چھوٹی سی بات ہوتی ہے۔ اب وہ بادشاہ شاہجہان جس نے نورجہاں پہ دل دے دیا تھا۔ ایک لونڈی تھی۔ دل اتنی سی بات پہ دیا کہ اس سے ایک بھولے پن کی ادا نکلی۔ اس نے اس کو دو کبوتر پکڑائے تھے کہ یہ کبوتر میں تمہارے پاس رکھا رہا ہوں ان کو ذرا مضبوطی سے پکڑے رکھنا میں ابھی کام کرکے آؤں گا تو تم سے لے لوں گا۔ اس بے چاری سے، ڈھیلا ہاتھ تھا، وہ شاید رحمدل تھی زور سے نہیں پکڑا ایک کبوتر ہاتھ

محمد صادق جیولرز

Import Export Internationale Juwellery

Mohammad Sadiq Juweliere

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات:

Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403

S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel:069/685843

Rosen Str. 8
Ecke Sparda Bank
Am Thalia Theater
20095 Hamburg
Tel: 040-30399820

Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

سے نکل کر اڑ گیا۔ جب بادشاہ واپس آیا تو اس نے اس سے پوچھا کہ ہیں! ایک کبوتر!! میں تو تمہیں دو دے کے گیا تھا۔ اس نے کہا اڑ گیا۔ کہ کیسے اڑ گیا؟ اس نے دوسرا ہاتھ چھوڑ دیا کہ ایسے اڑ گیا۔ کیسے کا مضمون یہ سمجھی کہ طریقہ پوچھ رہے ہیں کیسے اڑا۔ اس ادا پہ وہ بجائے اس کے کہ ناراض ہوتا فریفتہ ہو گیا اور اس سے وہ شادی ہوئی جس کے نتیجے میں ہندوستان کی تاریخ میں عظمتوں کے رنگ بھرے گئے۔ بہت عظیم شادی تھی یہ بادشاہوں کی تاریخ میں اور بات ایک بھولی سی ادا تھی جو بظاہر نقصان کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسے پیار سے بعض دفعہ دیکھتا ہے کہ چھوٹی سی ادا بھی اس کو پیاری آتی ہے جو بظاہر نقصان کی ادا ہے۔

اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم یوں بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑے لطف سے اس بندے کو دیکھ رہا ہے بہت ہی پیار کرتا ہے، پیار سے اس کو یہ بات پسند آئی کہ ایک دعا کرنے والے نے اس جوش میں کہ میں اپنا انکسار ظاہر کروں خدا کو یہ کہنے کی بجائے کہ اے میرے رب! تو میرا رب میں تیرا بندہ، یہ کہہ دیا کہ اے میرے رب میں تیرا رب اور تو میرا بندہ۔ اب کتنا کفر کا کلمہ ہے، مولوی ہوتا تو وہیں ختم کر دیتا اسے۔ لیکن اللہ ہے "**ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم**" اس کو ایسا پیار آیا اس ادا پر کہ جان بوجھ کے نہیں کیا، محبت کے جوش میں افراتفری کے عالم میں خدا کو بندہ کہہ بیٹھا ہے اپنے آپ کو رب کہہ بیٹھا ہے اور اللہ اسی پہ پیار کی نظر ڈال رہا ہے۔ تو اس کے ہاں ہر ادا مطلوب ہو سکتی ہے اس میں کوئی گہرا حسن ہونا چاہئے جو اس کے فطرت کے خلوص کا مظہر ہو اس کی اداؤں کی سچائی ہو۔

تو اس کی تلاش کرو اور ایک ہی ذریعہ ہے اس کی تلاش کا کہ اپنے آپ کو سچا کر لو کیونکہ جہاں بھی خدا کی ایسی اداؤں پر پیار کی نظر کا مضمون ملتا ہے وہاں میں نے غور کر کے دیکھا کہ ہر جگہ سچائی کے نتیجے میں یہ بات پیدا ہوتی ہے۔ اگر نور جہاں نے بناوٹ سے وہ بات کی ہوتی تو اس زمانے کے بادشاہوں کے نزدیک تو وہ گردن زدنی تھی۔ اگر وہ ذہین بادشاہ بناوٹ کے کوئی بھی آثار دیکھتا تو ہو سکتا تھا اسے دیوار میں چنوا دیتا لیکن صرف سچائی تھی اور سچائی کے نتیجے میں غلطی بھی پیاری لگتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کا فضل اللہ سے تعلق ہے اس کو سمجھیں۔ اور مغفرت کی کوشش کا جہاد تو کرنا ہی کرنا ہے کیونکہ اگر نہیں کریں گے اور محض فضل کے لئے بیٹھے رہیں گے تو یہ سچائی کے خلاف ہوگا اور فضل سچائی کے نتیجے میں اترتا ہے سب سے زیادہ فضل سچوں کو ملتا ہے۔

تمام انبیاء کو نبوت کا فیض فضل کے نتیجے میں ملا ہے اور فضل کے بغیر نبوت مل ہی نہیں سکتی کیونکہ فضل میں اس کی کوششوں، محنتوں، اس کی انتہا سے زیادہ دینے کا مضمون ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا ایسا جھونگا جو اصل سے بے انتہاء آگے بڑھ جائے، اس کی کوئی بھی نسبت باقی نہ رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی بعثت کا ذکر سورہ جمعہ میں ملتا ہے پھر آپؐ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ملتا ہے اور آخر پر تان اس بات پر ٹوٹی ہے "**ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم**" یہ عظیم نعمتیں جو تمہیں بتائی جا رہی ہیں پہلے ایک بار، پھر اس کا اجراء نعمت کا ایک ایسے زمانے میں جو بہت دور کا زمانہ ہے وہاں جا کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا فیض پھر نازل ہو جائے "**ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء**" اللہ ہے جو فضل نازل فرماتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ پر کیا بغیر وجہ کے دیتا ہے؟

خدا کے ہاں ایک گہری اندرونی منطق ہے ایک ایسا انصاف کا مضمون ہے جو فضل کے ساتھ ساتھ جاری ہے اور بہت لطیف ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ دکھائی نہیں دیتا مگر گہرے نظام پر ہر چیز مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ادائیں وہی پسند آتی ہیں جن کا سچائی سے تعلق ہے اور خلوص سے تعلق ہے اور اس کے بغیر کوئی ادا اس کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔ جب ایسی بات کوئی دیکھ لے پھر خدا اس کو اپنا دل دے دیتا ہے اور فضل کے مضمون کا تعلق دل دینے سے ہے اصل میں۔ جس طرح ایک عظیم مغل بادشاہ نے ایک اپنی لونڈی کو دل دے دیا وہ دل دے بیٹھا تو اپنی ساری سلطنت دے دی، سب سے عظیم مقام دے دیا۔ اب کبوتر اڑانے سے اس سلطنت کا کیا تعلق ہے۔ یہ مضمون دل دینے کے مضمون کے سوا سمجھ آ ہی نہیں سکتا تو وہ دل دے بیٹھا۔ تو اللہ بھی گویا اپنے بندوں کو ان کی بعض حقیر سی پیاری سی ادا پہ جو حقیر تو ہے مگر پیاری ہے دل دے بیٹھتا ہے جب دل دے بیٹھتا ہے تو سارا اس کا فضل، اس کی ساری عظمتیں اس کو عطا ہونے لگتی ہیں۔

اس مضمون کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی عارفانہ رنگ میں بیان فرمایا ہے لیکن ابھی تو اس کی باری ہی نہیں آئی جو پہلا اقتباس میں پڑھ رہا تھا یہ تمہید میں نے اس لئے باندھی تھی کہ میں آپ کو بتاؤں کہ آپ ڈریں گے بہت اس اقتباس سے، بعضوں کی تو جان نکل جائے گی ڈر کے مارے کہ یہ اگر ہیں بخشش کے تقاضے اور دنیا میں نئی زندگی پانے کے تقاضے تو ہم تو گئے۔ ان کو بتاتا ہوں کوئی بھی نہیں جائے گا اگر وہ ان باتوں پہ نظر رکھے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہیں کہ مغفرت کی طرف آگے ضرور بڑھو۔ جتنی طاقت ہے اتنا بڑھو اور پھر یقین رکھو کہ مغفرت نصیب ہو جائے تو تمام کائنات کی نعمتیں نصیب ہو گئیں اور وہ نعمتیں نصیب ہوں گی جو بڑھتی چلی جائیں گی اور پھر فضل کا مضمون اس پر مستزاد ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں (یہ میں شاید پڑھ چکا تھا یا نہیں) کہ "ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسان کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر" یہ پڑھ لیا تھا پچھلی دفعہ؟ بعض کہتے ہیں پڑھ لیا بعض نہیں میں پھر بھی پڑھ دیتا ہوں کوئی حرج نہیں، امیر بھی اسی طرح پوچھا جائے گا جیسے ایک فقیر۔ اب کیا اس میں ناانصافی ہے۔ امیر کو تو اور طرح پوچھنا چاہئے فقیر کو اور۔ فقیر بےچارہ تو غریب ہے۔ لیکن وہی مضمون آپ کو بتا رہا ہوں کہ خدا کے ہاں نہایت لطیف توازن ہے۔ امیر کس نے بنایا؟، خدا نے بنایا۔ اور فقیر کس نے بنایا؟ وہ بھی تو خدا ہی نے بنایا ہے۔ اس لئے پوچھنے میں فرق نہیں کرے گا۔ امیر کو اس کی حیثیت کے مطابق پوچھا جائے گا یہ مضمون ہے اور فقیر کو بھی اس کی حیثیت کے مطابق پوچھا جائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ صرف امیر ہی نیکی کر سکتا ہو یا عطا کر سکتا ہو، فقیر بھی عطا کر سکتا ہے۔ اور بعض دفعہ فقیروں کی عطائیں امیروں پر سبقت لے جاتی ہیں۔ تو جب انعام کا مضمون جاری ہوگا تو پھر پکڑ اور سزا کا مضمون بھی جاری ہوگا ہاں ان کی غلطیاں، ان کے ماحول کے مطابق دیکھی اور پرکھی جائیں گی اور استطاعت کے مطابق ان سے سلوک کیا جائے گا۔

لیکن یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فقرہ یاد رکھنے کے لائق ہے "بلکہ اس سے بھی زیادہ"۔ اس سے بھی زیادہ کا پھر کیا مضمون ہے۔ ایک طرف فرماتے ہیں ہاں اسی طرح دیکھا جائے گا۔ اس سے بھی زیادہ سے وہ مضمون مراد ہے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے کہ امیر کو چونکہ نعمتیں زیادہ ملی ہیں اس لئے اس کی ذمہ داریاں پھیل گئی ہیں۔ ان معنوں میں امیر سے زیادہ پوچھا جائے گا کیونکہ فقیر کے پاس تو ہے ہی تھوڑا سا۔ کسی کو آپ چار آنے دیں کہ چار آنے کا سودا لے آؤ اور پھر اس سے حساب کریں تو وہ ایک منٹ کے تھوڑے سے حصے میں حساب ہو جائے گا۔ دو پیسے کا تیل لیا ایک پیسے کا فلاں لیا۔ کسی کو لاکھ روپیہ دیں تو حساب میں وقت لگتا ہے۔ تو زیادہ پوچھنے سے یہ مراد ہے کہ چونکہ امیر کی استطاعت زیادہ ہے اس لئے اس سے زیادہ تفصیلی حساب ہوگا بہ نسبت ایک غریب کے جس کی استطاعت ہی تھوڑی ہے۔

"پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے مونہہ پھیر لیتا ہے" پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس عارضی دنیا پر، معمولی سی زندگی پر بھروسہ کر کے بکلی خدا سے مونہہ پھیر لیتا ہے۔ آپ سے میں نے گزشتہ خطبے میں گزارش کی تھی کہ یہ مضمون "کشتی نوح" کے حوالے سے پڑھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی یہ اس کا دوسرا کنارا ہے جو بیان ہو رہا ہے۔ کشتی نوح کے مضمون میں یہ تھا کہ ادنیٰ سی بھی غفلت کرے گا تو مارا جائے گا۔ مطلب ہے کہ وہ سزا کے نیچے آ جاتا ہے، ایسی تلوار کے نیچے آتا ہے جو ٹوٹ کے گر سکتی ہے اس کے اوپر۔ یہاں چونکہ مغفرت کے مضمون کے ساتھ تعلق ہے اس لئے فرمایا ہے کہ جتنا بھی تم بے اعتنائیوں میں آگے بڑھو اگر کل تعلق نہ توڑ بیٹھو تو امکان ہے کہ تم بچ جاؤ۔ اس لئے کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو دنیا کی زندگی پر بھروسہ کرتے ہوئے بکلی خدا سے مونہہ پھیر لیتا ہے۔ کلی والوں کے لئے مغفرت کا کوئی مضمون نہیں ہے۔

جن کی برائیاں، زندگی کی بدیاں ان کو گھیرے میں لے لیں اور پھر خدا سے کلیۃً غافل ہو جائیں ان کی دنیا ہی بدل جاتی ہے وہ اور ہی قسم کے لوگ بن جاتے ہیں۔ بعض ملکوں میں بھاری کثرت ان لوگوں کی ہے جو بکلی خدا سے مونہہ پھیر بیٹھے ہیں۔ اور یہ زمانہ بڑا نازک ہے جس میں ہم اس وقت گزر رہے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ اگر انسان خدا سے جدائی کرتے کرتے بغیر کسی ضمیر کی آواز کے آگے بڑھتا چلا جائے یا یوں کہنا چاہئے ضمیر کی آواز پر دھیان دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا جائے تو لازماً ایک ایسا مقام آئے گا جہاں وہ حد سے گزر جائے گا اور اس سے تجاوز کرنے کے بعد پھر واپسی کی راہ کٹ جاتی ہے، تو وہ راہیں ہیں۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان راہوں یا ان حدود کی نشان دہی کر رہے ہیں جن حدود سے آگے پھر مغفرت کا مضمون ختم اور پکڑ اور جہنم کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ تو یاد رکھو کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب اور بدقسمت ہے جو مختصر زندگی پر بھروسہ کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اتنا دل لگا بیٹھتا ہے کہ گویا خدا اس کے تصورات سے باہر نکل چلا ہے، اس کا کوئی وجود ہی باقی نہیں رہا۔ اگر یاد آتا ہے تو ایک خادم کے طور پر یاد آتا ہے کہ یہاں ضرورت پڑی ہے اے خدا! آ میرا کام کر دے۔

بیمار ہوتا ہے تو یاد آنے کا یہ مطلب نہیں کہ بکلی نہیں نکلا، بکلی نکلا ہوا ہے اور یاد خدا کے طور پر نہیں آتا بلکہ نوکر کے طور پر آتا ہے۔ ایک متکبر شخص اپنے سے ادنیٰ وجود کو جس طرح سمجھتا ہے کہ میری خدمت کے لائق بنایا گیا ہے جب ضرورت پڑے گی آواز دے گا تو خدا سے وہ تعلق ہرگز نہیں ہے وہ خدا اس کی دنیا سے نکل چکا ہے اور تبھی پھر وہ آتا نہیں۔ ایسا شخص لاکھ آوازیں دیتا رہ جائے خدا اس کی دنیا میں نہیں آتا کیونکہ اس کی آواز اس کو پہنچتی نہیں۔ پس بکلی خدا سے تعلق توڑ بیٹھنا ایک اتنا

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464 081 553 3611

دکھاوے کی محبتیں

(کلام حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قاضی صاحب کی جب مری لونڈی   شہر کا شہر پوچھنے آیا
قاضی صاحب مگر مرے جس دن   نظر آئی کہیں نہ بزم عزا

ہے محبت فقط دکھاوے کی
اہل دنیا کا ہے یہی شیوہ

قاضی صاحب کی ایک تھی بیٹی   اپنی گڑیا کا اس نے بیاہ کیا
لڑکی والوں کے ہاں تھا آدھا شہر   باقی آدھا براتیوں میں تھا
آخر اک دن قضائے ربی سے   قاضی صاحب کا انتقال ہوا
بعد کچھ دن کے ان کی بیٹی کا   ایک مفلس سے ہو گیا رشتہ
آدمی ایک بھی نہ تھا موجود   کس مپرسی میں ایسا عقد ہوا

ہے محبت فقط دکھاوے کی
اہل دنیا کا ہے یہی شیوہ

قاضی صاحب کی ایک کتیا تھی   پیر میں اس کے چبھ گیا کانٹا
پھر تو بیمار پرس خلقت کا   تین دن تک بندھا رہا تانتا
چھن گیا عہدہ قضا افسوس   کچھ دنوں بعد قاضی صاحب کا
"اترا شحنہ" کہا گیا ان کو   نام "معروک" رکھا گیا اس کا
ایک چھکڑے سے اتفاقاً پھر   پاؤں کچلا گیا بچارے کا
لاد کر لے گئے شفا خانے   فرض اپنا کیا پولیس نے ادا
ماجرا اب وہاں کا بھی سنئے   قاضی صاحب پہ حال جو گزرا
پاس پیسہ نہ تھا جو دینے کو   مونہہ کسی کا نہ کر سکے میٹھا
ناغہ ہوتی تھیں پٹیاں اکثر   نہ دوا تھی نہ روٹی اور کپڑا
جان بحق ہو گئے وہ گل سڑ کر   قصہ یوں آپ کا تمام ہوا

ہے محبت فقط دکھاوے کی
اہل دنیا کا ہے یہی شیوہ

قاضی صاحب کا ایک بیٹا تھا   بن گیا وہ پولس کا داروغہ
ہو گیا وہ امیر رشوت سے   مقبرہ باپ کا بنا ڈالا
ختم کروا دیئے کئی قرآں   اور فقیروں کو خوب کھلوایا
جتنے ملا تھے شہر میں سب کو   جوڑا اور نقد تحفۂ بھیجا
پھر بڑے اہتمام سے ہر سال   قاضی صاحب کا عرس ہونے لگا
قبر پر ٹوٹنے لگی خلقت   "پیر قاضی" کا نام چل نکلا
بن گئے مفت میں وہ قطب اور غوث   اور "کرامت" کا بج گیا ڈنکا
قبر پجنے لگی بجوش و خروش   بن گئے شہر کے خدا گویا
نصف شب کو مگر مزار میں سے   سنتے ہیں سب کہ کوئی ہے گاتا

ہے محبت فقط دکھاوے کی
اہل دنیا کا ہے یہی شیوہ

SATELLITE WAREHOUSE
CNN
Muslim TV AHMADIYYA
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

خطرناک مضمون ہے کہ جو روزمرہ کی زندگی میں درپیش ہونے کے باوجود ہم سوچتے نہیں ہیں۔ کیونکہ تعلق جب ٹوٹے تو ٹوٹتے ٹوٹتے، ٹوٹتا ہے۔ جڑے تو جڑتے جڑتے جڑتا ہے ہم نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا ہمارا رخ ٹوٹنے کی طرف آگے بڑھ رہا ہے یا جڑنے کی طرف آگے بڑھ رہا ہے اتنا سا شعور ہے جس کے پیدا ہونے سے آپ کتنی بڑی خطرناک ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں۔

مغفرت کے ساتھ جہاں رحمت کا تعلق ہے وہاں فضل کے ساتھ رضائے باری تعالیٰ کا تعلق ہے۔

بس اس بات کو سمجھانے کی خاطر یہ ساری میں نے تمہید باندھی ہے خدا سے بکلی تعلق نہ ٹوٹ جائے اگر یہ ٹوٹا تو کچھ بھی نہیں رہے گا اور بکلی تعلق تب نہیں ٹوٹے گا جب آپ نگاہ رکھیں گے کہ آپ کا تعلق ٹوٹ رہا ہے یا مضبوط ہو رہا ہے، بڑھ رہے ہیں اس کی طرف یا اس سے دور ہٹتے ہیں۔ دور ہٹتے ہوئے بھی جہاں یہ شعور پیدا ہو گیا کہ ہم نے بہت کچھ کھو دیا ہمیں واپسی چاہئے وہیں سے واپسی کا رستہ شروع ہو جائے گا، وہیں سے مغفرت کا مضمون شروع ہو جائے گا۔ لیکن اگر اتنی تاخیر ہو جائے کہ معاملہ حد سے بڑھ جائے تو پھر آپ کا تعلق ٹوٹ چکا ہوگا، آپ کو وہم میں بھی نہیں آئے گا کہ آپ کیا کھو بیٹھے ہیں اور اس وقت پھر خدا سے دوری کی لذتیں شروع ہوتی ہیں، انسان آزاد ہو جاتا ہے وہ کہتا ہے میں ہی مالک ہوں میں سب کچھ ہوں پھر جو کچھ ہو وہ کر گزرتا ہے۔ اگر حاکم ہے تو ایسا خودمختار حاکم ہے ایسا ڈکٹیٹر بن کے ابھرتا ہے کہ اس کے لئے ہر فعل جائز ہے۔ اگر وہ ملازم ہے تو بددیانتی میں اس کے مالک کے معاملات میں ظالمانہ طور پر تصرف کے معاملے میں اس کو ذرہ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ حکومتوں کے ملازم دیکھ لیں اب ہمارے ممالک میں جہاں بدقسمتی سے بددیانتی زیادہ ہو گئی ہے وہاں یہی حال ہے۔ حکومت کے مال کو تو یوں سمجھتے ہیں اس کی کوئی حقیقت، حیثیت ہی کوئی نہیں اس میں سے وہی مال ہے جو ہمارا بن سکتا ہے باقی جائے جہنم میں کوئی پرواہ نہیں تو اکثر ان کا بن جاتا ہے اور ایسی حکومتوں کے خزانے جب خالی ہوتے ہیں تو اس میں اوپر سے لے کے نیچے تک سب شریک ہوتے ہیں، سب مجرم ہیں۔ وہ جو حکومت کر رہے ہیں وہ بھی مجرم ہیں، جو حکومت کی تمنا لئے باہر بیٹھے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ کیونکہ ہر ایک کی تمنا میں حکومت کو منفعت میں تبدیل کرنے کی نیت شامل ہوتی ہے ایسے لوگوں کا پھر کچھ بھی نہیں بنا کرتا۔ اس وقت یہ سوال نہیں ہوا کرتا یہ جائے تو فلاں آئے، اس وقت تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ یہ جائے گا بھی تو کیا آئے گا۔ یہ جائے یا وہ آئے یا وہ جائے اور یہ آئے ایک ہی بات کے دو نام ہیں، کوئی بھی فرق نہیں پڑتا۔

پس اس مضمون کو اس عربی شعر پر میں اب ختم کرتا ہوں جو پہلے بھی سنا چکا ہوں لیکن امرؤ القیس کا یہ شعر بہت ہی گہری حکمتوں پر مبنی ہے اور لطف دینے والا ہے اس شعر کے حوالے سے آپ کو یہ مضمون یاد رہے گا وہ کہتا ہے

الآ ایھا اللیل الطویل الا انجلی
بصبحٍ فما الاصباح منک بامثل

کہ اے طویل رات، ظلم کی، اندھیروں کی، تکلیفوں کی "**الا انجلی**" روشن ہو جا، دن میں تبدیل ہو جا لیکن ٹھہر "**الا ایھا للیل الطویل الا انجلی بصبحٍ**"۔ صبح میں بدل جا "**فما الاصباح منک بامثل**" لیکن میں کیا رہا ہوں وہ صبح جو آنے والی ہے وہ تجھ سے بہتر تو نہیں آئے گی۔ جو صبح آنے والی ہے وہ تاریک تر صبح ہے ہماری۔

پس وہ بدنصیب قومیں جن کا ہر انقلاب بدتر اندھیروں میں تبدیل ہو جایا کرتا ہے ان قوموں کو روشنی دینے کے لئے خدا نے ہمیں مقرر فرمایا ہے، ان کی کامل مایوسیوں کو مغفرت کی امیدوں میں تبدیل کرنے کے لئے خدا نے ہمیں مقرر فرمایا ہے۔ پس ہم نے صرف اپنا بوجھ نہیں اٹھانا ان بدنصیبوں کا بھی بوجھ اٹھانا ہے جن کی تعداد، جن کی طاقت ہم سے بہت زیادہ ہے اور جن کے نزدیک ہماری کوئی بھی حیثیت نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کی زندگی ہم سے وابستہ کر دی گئی ہے۔ آج خدا کے فضل سے ہم ہی ہیں اس مغفرت کے طالب جس کا ذکر یہاں موجود ہے اور جس مغفرت کے طالبوں کے سپرد خدا نے دوسروں کی مغفرت کے کام بھی فرما دیئے ہیں۔ پس ایسے ملکوں کے لئے، ایسی قوموں کے لئے خواہ وہ مغربی ہوں یا مشرقی دعائیں بھی کریں اور کوششیں بھی کریں کہ ان کو اپنے گناہوں کا احساس ہو جائے، یہ معلوم ہو کہ ہے تکلیف دہ بات، ہم جس راہ پہ چلے ہیں وہ اچھی راہ نہیں ہے پیشتر اس کے کہ وہ وقت آ جائے جہاں سے کوئی واپسی نہیں ہوا کرتی۔ اگر ہماری دعائیں اور ہمارا توجہ دلانا ان کے اندر یہ شعور پیدا کر دے تو پھر آخری کنارے سے پہلے پہلے یہ مڑ سکتے ہیں اور واپسی ممکن ہے۔

اللہ کرے ہمیں اپنی آخرت کو بھی محفوظ کرنے یعنی خدا کے فضل کی مغفرت کی چادر میں لپیٹنے کی توفیق ملے اور تمام بنی نوع انسان میں جہاں تک ہمارا اثر پہنچتا ہے ان سب کی بدحالت کو ایسی حالت میں تبدیل کرنے کی توفیق ملے جہاں سے مغفرت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جستہ جستہ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جبکہ میں لاہور شہر میں بغرض تبلیغ قیام رکھتا تھا ان دنوں ایک دفعہ میں مسجد احمدیہ کے قریب کے کوچہ میں سے جا رہا تھا کہ اچانک مجھ پر کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ میری گردن پر ایک تیز ہتھیار چلاکر میرا سر جسم سے جدا کر دیا گیا ہے اور اس وقت میری روح کے اندر ایک اور روح داخل ہوئی ہے جس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی میرے اندر ایک عجیب جذبہ اور جوش پیدا ہوا ہے اور میری زبان پر الہامی طور پر یہ تین کلمات طیبات جاری ہوئے ہیں

اول۔ **لا الہ الا اللہ خیر الراحمین**

دوم۔ **لا الہ الا اللہ خیر المحسنین**

سوم۔ **لا الہ الا اللہ خیر المحبوبین**

ان کلمات مقدسہ کے جاری ہونے کے بعد مجھے ان کے متعلق یہ تفہیم ہوئی کہ جو شخص چاہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی محبت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ کے **خیرالراحمین** اور **خیرالمحسنین** کی صفات کے فیوض کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھے اور اپنے دل میں ان کا اثر محسوس کرنے کے لئے کوشش کرتا رہے اور دعاؤں سے بھی اس مقصد کے حصول کے لئے استمداد کرانے میں لگا رہے"۔

(حیات قدسی صفحہ ۲۹)

\- ★ ★ ★ -

اسی طرح آپؓ فرماتے ہیں کہ "سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جبکہ میں شہر گجرات میں مقیم تھا طاعون نے شدید حملہ کیا اور جس محلہ میں ہماری رہائش تھی اس میں سے ہر روز نو نو دس دس میتیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ ہمارا مکان چونکہ دو منزلہ تھا اس لئے اوپر کی منزل میں میں اور مولوی الٰہی بخش صاحب تاجر کتب رضی اللہ عنہ رہتے تھے اور نیچے کی منزل میں مولوی صاحب کے گھر والوں کی رہائش تھی۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اوپر کی منزل میں طاعون کے جراثیموں کے انبار لگے ہوئے ہیں جو شکل میں بال کی طرح سیاہ اور کسی قدر لمبے ہیں۔ میرے خوفزدہ ہونے پر ان جراثیم نے مجھے کہا کہ جو شخص استغفار پڑھے اسے ہم کچھ نہیں کہتے۔ اس کے بعد جب میں بیدار ہوا تو صبح کے وقت تمام احمدی دوستوں کو یہ رؤیا سنائی اور استغفار پڑھنے کی تلقین کی۔ خدا کا فضل ہے کہ اس دعا کی برکت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے شہر گجرات کی تمام جماعت احمدیہ کو اس عذاب شدید سے کلی طور پر محفوظ رکھا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک"۔

\- ★ ★ ★ -

آپ مزید بیان فرماتے ہیں کہ "گجرات شہر کے قیام کے بعد ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ میں جبکہ میں اپنے سسرال موضع پیرکوٹ میں تھا میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خانصاحب کو ایک طاعون والے گاؤں میں سے گزرنے سے طاعون ہو گئی۔ جب غیر احمدی لوگوں کو معلوم ہوا تو کہنے لگے مرزائی تو کہا کرتے ہیں کہ طاعون کا عذاب مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اب بتائیں کہ پہلے ان کے ہی گھر میں طاعون کیوں پھوٹ پڑی۔ میں نے جب ان کی ہنسی اور تمسخر کو دیکھا اور شماتت اعداء کا خیال کیا تو بہت دعا کی۔ چنانچہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکان کے صحن میں طاعون کے جراثیم بھرے پڑے ہیں مگر ان کی شکل گجرات والے جراثیم سے مختلف ہے یعنی ان کا رنگ بھورا اور شکل دو نقطوں کی طرح ہے۔ اس وقت مجھے گجرات والے جراثیم کی بات یاد آگئی کہ جو شخص استغفار کرے ہم اسے کچھ نہیں کہتے چنانچہ میں نے ان کے سامنے بھی استغفار پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر یہ جراثیم مجھے کہنے لگے کہ ہماری قسم بہت سخت ہے اس لئے ہم سے استغفار کرنے والے بھی نہیں بچ سکتے۔ تب میں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ پھر آپ سے بچنے کی کیا صورت ہے تو انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے کہ جو شخص

لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

پڑھے اسے ہم کچھ نہ کہیں۔ اس خواب سے بیدار ہو کر صبح میں نے تمام رشتہ داروں اور دیگر احمدیوں کو یہ خواب سنایا اور لاحول پڑھنے کی تلقین کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میاں عبداللہ خاں صاحب کو بھی شفا دی اور دوسرے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھا مگر غیر احمدیوں میں کثیر التعداد لوگ اس عذاب شدید کا شکار ہو گئے۔ (حیات قدسی حصہ دوم صفحہ ۴۴-۴۵)

بقیہ:

اختتامی خطاب بر موقع جلسہ سالانہ قادیان

تعالیٰ جماعت احمدیہ کے غلاموں ہی کو توفیق ملے گی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احمدی غلاموں ہی کو توفیق ملے گی کہ وہ اسلام کو اس ادنیٰ حالت سے اٹھاکر اس اعلیٰ مقام تک پہنچائیں گے جو اسلام کا اصل مقام ہے۔ اسلام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے ادنیٰ کو رفعتیں بخشنے والا ہے اس لئے اگر مسلمان پستی میں چلا جائے تو درحقیقت یہ ظلم ہے کہ اسلام کے نام کو بھی اپنی طرف منسوب کر کے وہ پستی کی طرف دھکیلتا ہے۔ ہم نے اس ظلم کو توڑنا ہے اور اسلام کا وہ روشن نام پھر بلند تر کرنا ہے۔ جو پہلے سے ہی بلند ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہی رفعتیں بخشنے والا ہے۔

باقی آئندہ انشاء اللہ

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل

کی سالانہ زر خریداری

برطانیہ پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

ہانگ کانگ

(ہدایت زمانی)

اگلے سال یکم جولائی ۱۹۹۷ء کو ہانگ کانگ برطانیہ کے تسلط سے آزاد ہو کر پیپلزری پبلک آف چائنا کا حصہ بن جائے گا۔ اس بات کا فیصلہ ۱۹۸۵ء میں کیا گیا اور برطانوی اور چینی حکومتوں کی طرف سے مشترکہ اعلان ۲۷ مئی ۱۹۸۵ء کو کیا گیا۔

ہانگ کانگ کا ملک ۲۳۰ جزیروں اور چین کے جنوب مشرقی ساحلی علاقہ جو Kowloon & New Territories کہلاتا ہے پر مشتمل ہے۔ اس کا کل رقبہ ۱۰۸۳ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۶۵ لاکھ ہے۔

جزیرہ ہانگ کانگ، جس پر برطانیہ نے ۱۸۴۱ء میں قبضہ کیا تھا اور معاہدہ نانکنگ کی وجہ سے اس پر برطانیہ کا تسلط تسلیم کر لیا گیا تھا۔ ۱۸ کلومیٹر لمبا اور تین سے آٹھ کلومیٹر چوڑا ہے اور کل رقبہ ۷۷ء۶ مربع کلومیٹر ہے۔ Kowloon کا علاقہ پیکنگ کانفرنس، جو ۱۸۶۰ء میں ہوئی کے نتیجہ میں برطانیہ کے پاس آگیا تھا اور New Territories ۹۹ سالہ لیز کے ذریعہ جس پر ۹ جون ۱۸۹۸ء کو دستخط کئے گئے برطانوی علاقہ شمار ہوا۔

ہانگ کانگ کو جغرافیائی اعتبار سے دنیا میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے یہ پہلے انڈسٹریل طاقت کے طور پر ابھرا پھر دنیا کا ٹریڈ سنٹر بن گیا۔ انڈسٹری میں ہانگ کانگ نے اس قدر ترقی کی کہ ۱۹۷۰ء سے ہی اس کی فیکٹریوں میں آٹو مشین آچکی تھی۔ اور اکثر فیکٹریوں میں زیادہ تر کام مشینوں سے لیا جاتا تھا۔

ہانگ کانگ میں اس وقت ۲۴ ہزار برطانوی، ۲۳ ہزار تھائی، ۳۰ ہزار امریکن، ۱۷ ہزار جاپانی، ایک لاکھ ۱۶ ہزار فلپائن کے باشندے اور ساٹھ لاکھ چینی ہیں۔

ملک کی خوشحالی کی وجہ سے چین اور دیگر ممالک سے اکثر سیاسی اور اقتصادی پناہ گزین بھی ملک میں آتے رہے ہیں جو ملک کی مشکلات میں اضافہ کا موجب رہے ہیں۔ ملک کا انتظام چین کے پاس جانے کی وجہ سے اس بات کا بہت احتمال ہے کہ اقتصادی پناہ گزینوں کا سیلاب آجائے گا اور ملک کی اقتصادیات بری طرح متاثر ہو اس لئے برطانوی اور چینی حکومتوں نے یہ طے کیا ہے کہ گو ہانگ کانگ پر پیپلز ریپبلک آف چائنا کی حکومت ہوگی ملک کا سوشل، قانونی اور اقتصادی نظام آئندہ ۵۰ سالوں تک بدستور چلتا رہے گا۔ اس طرح دونوں حکومتوں کا مشترکہ ڈیکلیریشن اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ہانگ کانگ کو فری بندرگاہ کا درجہ حاصل رہے گا اور جائیداد کے حقوق نیز غیر ملکی سرمایہ داری کے ضمن میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ مگر اس کے باوجود ہانگ کانگ کے رہنے والے اکثر غیر چینی باشندے یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک بار ملک پر حاکم ہونے کے بعد چینی اپنی من مانی کارروائیاں کریں گے۔ اور خاص طور پر ایسی پالیسیاں بنائیں گے جس سے کہ مغربی صنعت کار اور بزنس مین ملک چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ بعض لوگ تو ابھی سے چینی باشندوں کے بگڑے تیور دیکھ کر مستقبل سے خائف ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ جب برطانوی فوج کا ملک سے انخلاء ہو جائے گا اور اس کی جگہ پیپلز آرمی لے لے گی تو غیر ملکیوں کے لئے وہاں رہنا دوبھر ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے مسائل بھی ہیں جو ہانگ کانگ کی معمول کی زندگی میں تغیر لانے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ مثلاً چین میں ٹریفک سڑک کے دائیں ہاتھ چلتی ہے مگر ہانگ کانگ میں برطانیہ کے تسلط میں ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا نظام بائیں ہاتھ ہے۔ اس نظام کو اگر جلد بدلا گیا تو مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا۔

پھر ہانگ کانگ میں جو زبان استعمال کی جاتی ہے وہ پرانی چینی زبان ہے مگر مین لینڈ چین میں اس کو جدید بنانے کے لئے کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ پریشان کن امر یہ ہے کہ ہانگ کانگ میں نظام عدل برطانوی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ برطانوی نظام چینی نظام سے بالکل مختلف ہے۔ مثلاً برطانوی نظام میں ایک جج اگر چاہے تو حکومت کے خلاف بھی فیصلہ دے سکتا ہے۔ مگر چینی نظام میں ایسا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے نزدیک حکومت کو ہر معاملہ میں اختیار حاصل ہے۔

پھر تعلیمی نظام بھی برطانوی طرز پر ہے اور سکولوں میں معیار تعلیم کافی بلند ہے۔ کمیونسٹ حکومت کے آنے کے بعد اس میں تبدیلی ناگزیر ہے مگر اس معاملہ میں ہانگ کانگ کے چینی باشندے بھی متفکر ہیں کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کے بچوں کی تعلیم میں کوئی تبدیلی ہو۔

نکاح بڑا اہم معاملہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

" نکاح ان معاملات سے ہے کہ جن کی ابتداء تو خوشی سے ہوتی ہے مگر انتہا کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ اور نہیں جانتے کہ اس کے کیسے ثمرات پیدا ہونگے۔ عام لوگ نکاح کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے حالانکہ نکاح ایک عمارت ہے جس میں عظیم الشان دنیا آباد ہوتی ہے۔ اس وقت سوا ارب دنیا کی آبادی بتائی جاتی ہے۔ چند سو سال قبل دنیا کی جتنی آبادی تھی آج اتنی صرف ابراہیمؑ کی نسل دنیا میں موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک آدمی کی نسل سے ایک دنیا بن جاتی ہے۔ اس لئے یہ معاملہ چھوٹا معاملہ نہیں بلکہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ اس لئے بڑے فکر، بڑی خشیت اور بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اسی لئے رسول کریمؐ نے اس موقع کے لئے قرآن کریم کی ان آیتوں کو منتخب کیا ہے جن میں بار بار تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔ خوشی ایک ایسی چیز ہے جو اپنی ذات میں خوبصورت ہے اور کم لوگ ہیں جو خوشی میں خدا کو یاد رکھتے ہیں۔ رنج میں تو خدا یاد آ ہی جاتا ہے پس چونکہ شادی بھی ایک ایسا معاملہ ہے جو دنیا میں خوشی کا معاملہ ہے اور سوائے دنیا کے ایک جزیرہ کے باقی تمام ممالک میں اس موقع پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں تقویٰ اللہ پر زور دیا گیا ہے اور بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے اور اسی سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدایا اس کے اچھے نتائج پیدا ہوں اور یہ کام تیری مرضی کے مطابق ہو"۔

(خطبات نکاح جلد سوم صـ ۴۸)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۹۷)

مختلف ادویہ کے خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۸ جولائی ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو دوا ڈروسرا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈروسرا کے متعلق یہ تاثر مٹا دینا چاہیئے کہ اس کو بار بار دہرایا جائے تو نقصان ہوگا۔ یہ ۳۰ اور ۲۰۰ دونوں طاقتوں میں فائدہ دیتی ہے اور کالی کھانسی کے لئے اسے روٹین کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کوکس کیکٹائی اور کالی کارب دونوں ہی کالی کھانسی میں مفید ہیں۔ کاربوویج کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور بھی بہت سی دوائیں ہیں لیکن وہ صرف مرض کی شدت میں کمی پیدا کر دیتے ہیں۔ اصل میں کالی کھانسی کے مریض کو صرف کالی کھانسی کے نظریہ سے ہی نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کالی کھانسی کافی زخمی کر دیتی ہے ساری نالی کو۔ دماغ پر بھی اثر پڑتا ہے CLOTTING کے خطرے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اس لئے جو اس کے دائیں بائیں ماحول میں اثرات پیدا ہو رہے ہیں ان پر نظر رکھتے ہوئے کچھ اور دوائیں دی جائیں تو اس کو کہتے ہیں PALLIATIVE TREATMENT - وہ ٹریٹ منٹ جو کالی کھانسی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ اور ڈروسرا اور ایک اور ہے پیپٹوسین۔ یہ دوا بھی کالی کھانسی میں اچھی دیکھی ہے۔ پیپٹوسین کالی کھانسی کا ہی زہر ہے جس سے یہ دوائی بنائی گئی ہے۔ اس میں تو یقیناً بار بار دینا مناسب نہیں ہے۔ ۲۰۰ میں دی جائے تو ایک دفعہ ہفتہ میں کافی ہوگی۔ یا دس دن میں ایک دفعہ۔ مگر اس کے COVER کے نیچے دوسری دوائیں زیادہ اچھا کام کرتی ہیں۔

یوفریزیا کے متعلق ایک ہومیو ڈاکٹر کے حوالے سے حضور نے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ جب آنکھ کے انفیکشن کے ساتھ سرخی اور تیزی نمایاں ہو جائیں اور آنسو جلانے والے ہوں تو اس کو یوفریزیا ۳۰ میں استعمال کرائی جائے۔

اسی طرح اس ڈاکٹر کے نزدیک فیرم فاس 2X میں اور کلکیریا فاس 3X میں خون پیدا کرنے کے لئے بہت اچھا نسخہ ہے۔ اور مہینہ بھر سے زیادہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا لیکن میں نے جو نسخہ استعمال کیا ہے اکثر اس کو میں جنرل ٹانک کہتا ہوں اس میں فیرم فاس، کلکیریا فاس اور کالی فاس تینوں 6X میں ہیں۔ اور یہ نہیں میں کہہ سکتا کہ اس کی Low پوٹینسی زیادہ بہتر ہے یا میرے والا نسخہ۔ لیکن یہ نسخہ بھی بہت اچھا کام کرتا ہے۔ عمومی طور پر جسم میں خون بڑھانے کے لئے، کمزور بچے جو بڑے نہیں ہو رہے ان کو ٹھیک کرنے کے لئے فیرم فاس، کلکیریا فاس، کالی فاس یہ تینوں 6X میں بہت مفید ہیں۔

جلسیمئم 3X، 30C، 200 یہ بھی اس ڈاکٹر نے بہت اچھا علاج تجویز کیا ہے اور Pin Point کیا ہے کہ کس علامت میں خاص طور پر جلسیمئم کام آتا ہے۔ اور بعینہٖ میرا بھی یہی تجربہ ہے۔ جلسیمئم میں نہ بے چینی ہے، نہ درد کی کوئی ایسی نمایاں شدت سوائے اس کے کہ سر درد جیسے میگرین ہو اس میں جلسیمئم خاص اثر رکھتی ہے۔ لیکن انفلوئنزا میں بہت کارآمد دوا ہے اور بھی بہت سی بیماریوں میں جلسیمئم ہم تجربے سے استعمال کرتے ہیں۔ اس ڈاکٹر کے نزدیک جلسیمئم میں نہ بے چینی ہے نہ خوف ہے نہ کوئی درد کا احساس تنگ کر رہا ہے مگر آدمی Miserable محسوس کرتا ہے یعنی Unhappy - کچھ مزہ نہیں آ رہا زندگی کا۔ یہ جو علامت ہے یہ تو بالکل قطعی ہے ٹھیک ہے۔ Miserable آدمی کو کسی چیز میں لذت نہیں رہتی۔ یہ صرف احساس کی بات نہیں بلکہ مونہہ کے اندر جو اینزائمز ہیں ان پر اثر پڑا ہوا ہے۔ معدہ پر اثر پڑا ہوا ہے اور اس سے عمومی کیفیت ایسی پیدا ہوتی ہے جو محض نفسیاتی نہیں ہے۔ اور اس میں مونہہ کا خشک ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ ذائقے ختم ہو جاتے ہیں اس لئے جلسیمئم عمومی جو بدمزگی کی کیفیت ہے اس کو دور کرنے میں اچھی دوا ہے اور وہ جلسیمئم کو 3X سے لے کر ۲۰۰ تک تجویز کرتا ہے۔ میرے تجربے میں ۲۰۰ آئی ہے میں نے اور کبھی استعمال ہی نہیں کی اور ۲۰۰ بہت اچھی ہے اللہ کے فضل سے۔

گریفائٹس کا یہ استعمال بتاتا ہے کہ جلنے کے بعد ٹشوز میں اگر Generation نہ ٹھیک ہو رہی ہو تو گریفائٹس ۲۰۰ غیر معمولی اثر رکھتی ہے۔ یہ میرے علم میں پہلے کبھی نہیں آئی۔ کیموملا کا مجھے پتہ ہے کہ یہ چوٹی کا کام کرتی ہے۔

ہیپر سلف کے متعلق یہ کہتا ہے کہ ہیپر سلف پھوڑے پھنسیاں وغیرہ جن میں Touch کی Sensitivity بہت ہو اور گرمی سے آرام آتا ہو اس میں یہ بہت مفید ہے۔ کالی کارب میں بھی Touch کی Sensitivity پائی جاتی ہے۔ لیکن کالی کارب میں گرم Spots ہوتے ہیں اور لیکیسز میں بھی Touch کی Sensitivity پائی جاتی ہے۔ لیکیسز کا مریض عموماً ٹھنڈا ہوتا ہے اور وہ بھی اس ہیپر سلف سے بعض پہلوؤں سے ملتا ہے۔ یہ بہت سی دوسری علامتیں ہیں جو فرق کر دیتی ہیں۔ کالی کارب اور ہیپرسلف میں جو نمایاں امتیاز ہے وہ یہ ہے کہ کالی کارب میں ہلکا Touch تو تکلیف دیتا ہے اور دباؤ آرام دیتا ہے۔ ہیپر سلف میں تھوڑا سا Touch بھی تکلیف دیتا ہے۔ جو تھوڑا ہے وہ بہت دردناک تھوڑا ہوتا ہے وہ پریشر تو برداشت نہیں کر سکتا مگر ہلکا پریشر بھی اس کو خصوصیت سے تکلیف پہنچاتا ہے۔ ہیپرسلف کی یہ علامت کالی کارب سے امتیاز کرتی ہے۔

اگر مریض Irritable بھی ساتھ ہو اور عمومی سردی محسوس کرنے والا ہو تو بے شک یہ دوا دے دو۔ یعنی اس ڈاکٹر کے نزدیک وہ ضرور کام کرے گی۔ ہائی پیریکم جہاں اعصاب کے کنارے زخمی ہوں اور باریک آثار جو جھلی کے قریب ہوتے ہیں۔ ان میں اور جہاں دمچی جو ریڑھ کی ہڈی کا آخری موہرا ہے وہاں کے اعصاب زخمی ہو جائیں تو ان میں ہائی پیریکم چوٹی کی دوا ہے۔ کاٹے ہوئے زخموں کے لئے جہاں چاقو لگا ہو یہ بہت اچھی دوا ہے۔ بعض دفعہ دروازے میں انگلیاں آ جاتی ہیں ان میں بھی ہائی پیریکم یاد رکھنے کے لائق ہے اور بہت اچھا کام کرتی ہے۔

Bed Sores میں آرنیکا تو مسلم ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ اس جگہ ہائی پیریکم آئل اگر ساتھ لگایا جائے تو مزید فائدہ ہو جاتا ہے۔

اگنیشیا غم کے اثرا کی دوا ہے۔ غم کو ہلکا کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔ میں ۳۰ طاقت میں ہمیشہ دیتا رہا ہوں لیکن یہ ڈاکٹر ۲۰۰ سے شروع کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ۲۰۰ اور بھی بہتر ہوگی اور ۱۰ ھزار تک کہتا ہے مفید ہے۔ اس کے بار بار دہرانے کا کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے بےخطر بار بار دیں۔ یعنی آپ نے ایک خوراک دی ہے اور ۱۵ منٹ کے بعد دوبارہ غم کا حملہ ہوا ہے تو پھر بھی دیدیں۔ اگر آدھے گھنٹے بعد ہو تو پھر بھی دیدیں۔ ڈرے بغیر حسب ضرورت بار بار خوراک دی جا سکتی ہے۔

کالی بائیکروم پرانے نزلے کے لئے چوٹی کی دوا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ پلسٹیلا بھی اس میں بہت مفید ہے۔

چہرے کے کیل جب دوسری دواؤں سے قابو میں نہ آئیں تو اس میں اگر پوٹاشیم برومیٹ دی جائے تو مفید ہے۔ میں ۳۰ میں دیا کرتا ہوں۔ یہ ۲۰۰ میں تجویز کرتا ہے۔ عام طور پر تو سلیشیا ۳۰ میں بہت مفید ہے۔

لیکیسز کے متعلق فرمایا کہ Hay Fever کے ساتھ چھینکوں میں بہت مفید ہے۔ ۱۰۰۰ طاقت میں استعمال کریں تو کافی مفید ہے۔ لیکن الیومنا کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ الیومنا زیادہ تر موسم خزاں میں کام آتی ہے اور اس کا کمبی نیشن الیومن + ایلیئم سیپا + ایلینتھوس ہے لیکن ایلیئم سیپا سب سے زیادہ روزمرہ کی دوا ہے۔ آجکل کے موسم میں سباڈیلا روزمرہ کی دوا ہے۔ نیٹرم میور بھی آجکل بہت کام آتی ہے۔ لیکیسز جہاں کام آئے گی وہاں نیٹرم میور بھی کام آئے گی۔ لیکن رحجان کو ختم کرنے کے لئے لیکیسز ۱۰۰۰ کی چند خوراکیں دی جائیں تو خدا کے فضل سے اکثر فائدہ ہوتا ہے۔

لائیکوپوڈیم کا خاص جو خوف ہے وہ لوگوں کے سامنے تقریر کرنا، بعض دفعہ عادی مقرر بھی ہوں پھر بھی ہر دفعہ تقریر سے پہلے خوف سا پیدا ہو جاتا ہے جو اعصاب پر برا اثر ڈالتا ہے۔ لائیکوپوڈیم کی ایک دو خوراکیں اس میں بہت غیر معمولی فائدہ پہنچاتی ہیں اور وہ نمونیہ جو آئے اور اس کے بعد بلغم وغیرہ میں تبدیل ہو کر ایک دفعہ پیچھا نہ چھوڑے بلکہ لٹکتا ہوا نمونیہ ہو اس میں انفلیمیشن ہیں جیسے پھوڑا نہ پکے اور لمبا ہو رہا ہو۔ ایسی کیفیت کے لئے لائیکوپوڈیم بڑی مؤثر ہے اور اسی علامت میں سلفر بھی بہت مفید ہے۔ Hapitisation نمونیہ یا دوسرے ایسے بخار جو پھیپھڑوں سے تعلق رکھتے ہوں اور ان میں سختی پیدا کرنا شروع کر دیں اور ان کی انفلیمیشن مستقل ہو کسی ایک پہلو نہ بیٹھے اس کے لئے لائیکوپوڈیم یقیناً مفید ہے لیکن سلفر بھی بہت مفید ہے۔

اگر کسی کو ہر وقت یہ خوف ہو کہ میں پاگل نہ ہو جاؤں ایسی صورت میں مینسی نیلا دوا ہے۔ واقعتاً ایک شخص Obsessed ہو۔ یعنی نفسیاتی مریض ہو تو یہ دوا ۲۰۰ کی طاقت میں اثر کردے گی۔

Asthema میں بہت زیادہ Inhalers کا استعمال بہت خطرناک ہو جاتا ہے۔ شروع شروع میں تو relief ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ، بچے اپنی جیب میں ہی رکھتے ہیں فوراً نکالا اور استعمال شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک ایسا مقام آ جاتا ہے جہاں Inhaler کام نہیں کرتا۔ پھر اگر تشنج ہو تو اچانک موت واقع ہو جاتی ہے۔ Inhaler کو بہت زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

ہومیو پیتھک میں بہت سی دوائیں ہیں جو کام آتی ہیں جیسے نیٹرم میور اور تشنج کو دور کرنے کے لئے ہائیڈروفوبینم اور ہائیڈرو سائینک ایسڈ، ان دونوں کا کمبی نیشن بعض دفعہ فوری اثر دکھاتا ہے۔ گہرے دمے کے رحجان کے لئے فاسفورس بہت اچھی دوا ہے۔ اس کو ٹھیک کرنے کے لئے بچپن میں اینٹی بائیوٹک کی ضرورت نہیں رہتی اور اگر زیادہ بخار ہو صرف سلیشیا کام نہ آئے تو فیرم فاس + سلیشیا + کالی فاس + کالی میور، یہ کمبی نیشن بہت مفید ہے۔ لیکن اگر مستقل علاج کرنا ہو تو بخار کے بعد فاسفورس مستقل دینے سے دمے کے خلاف ایک مدافعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور مریض عموماً Improve کر جاتا ہے۔ اور فوری اور ہنگامی ضرورت ہو تو اس میں بعض کیسز میں میگ فاس 6X گرم پانی میں ملا کر بار بار دی جائے تو وہ تشنج کو دور کر دیتی ہے۔ اگر وہ کام نہ آئے تو بیلاڈونا ۳۰ اور نکس وامیکا ۳۰، یہ کمبی نیشن تشنج کو دور کرتی ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر ٹھنڈ سے یعنی ٹھنڈا پانی پینے وغیرہ سے تشنج زیادہ ہوجائے تو اس میں میگ فاس بہت مؤثر ہوگی۔ لیکن اگر گرم سے یا گرم ٹکور سے تشنج بڑھتا ہو تو اس میں نکس وامیکا کے ساتھ بیلاڈونا اگر ملا دیں تو فوری Crisis میں بہت مفید ہے۔

OPIUM CM کے بارے میں کہتے ہیں کہ خوف کا اثر ایسا رہ گیا ہو کہ اس واقعہ کے ذکر سے جو سالوں پہلے ہوا ہو مریض پھر خوفزدہ ہو جائے۔ اس میں اوپیئم CM کی طاقت میں دینی چاہیئے۔ اس سلسلے میں میں نے اوپیئم ایک ایسی بچی کے اوپر استعمال کی تھی جو بوسنیا سے آئی تھی اور اس نے اتنے مظالم دیکھے اپنی آنکھوں کے سامنے کہ ہر وقت ڈر جاتی تھی۔ میرے پاس لانے لگے تو اس کے چہرے پر میں نے خوف دیکھا تو میں نے کہا کہ اس طرح نہ اس کو میرے پاس لاؤ اور ڈر جائے گی۔ پھر آہستہ آہستہ پیار کرکے وہ تھوڑی سی بےتکلف ہوئی، اس کو میں نے اوپیئم اور اس کے ساتھ ایک دو اور دوائیں دی تھیں۔ اوپیئم ۲۰۰ میں دی تھی۔

دانتوں کے آپریشن سے پہلے آرنیکا استعمال کی جائے۔ ملی فولیم دی جائے تو خون کے اخراج کے رحجان کو کنٹرول کرتا ہے۔ فاسفورس اور ملی فولیئم آپریشن کے بعد ۳۰ میں دی جائے تو مفید ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ دانت کے آپریشن سے پہلے ۲۰۰ یا ۱۰۰۰ طاقت میں فاسفورس دے دی جائے تو بلیڈنگ بہت کم ہوتی ہے اور زخم جلدی مندمل ہو جاتے ہیں۔

پیروکارپس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ایک روزمرہ کی بیماری یعنی وبائی بیماری Mumps (گل

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

کتاب "تحریک ختم نبوت" پر ایک طائرانہ نظر

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

"مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان" نے "تحریک ختم نبوت" کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے جس کی پہلی جلد جولائی ۱۹۹۳ء میں، دوسری ۱۹۹۴ء میں اور تیسری جون ۱۹۹۵ء میں چھپی۔

جلد اول

جلد اول ۱۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے جو ۱۹۵۴ء سے اگست ۱۹۷۴ء تک احراریوں کی مخالف احمدیت کارروائیوں، اشتعال انگیزیوں اور بے بنیاد سیاسی اور مذہبی اور سماجی الزام تراشیوں کی روداد ہے جو رسالہ "لولاک"، "چٹان" اور "خدام الدین" اور دوسرے مخالف رسائل و جرائد سے منقول ہے۔ اسی میں "سانحہ ربوہ" (۲۹ مئی ۱۹۷۴ء) اور صمدانی کورٹ کی کارروائی اور اخبارات میں چھپنے والے سب رطب و یابس بیانات کو بھی جمع کر دیا گیا ہے۔ اور سرتوڑ کوشش کی گئی ہے کہ صمدانی کورٹ کے کوئی ریمارکس جو سانحہ سے متعلق احراری پراپیگنڈہ کی قلعی کھول دے شامل کتاب نہ ہوں۔ اخبار امروز اور اخبار نوائے وقت لاہور نے اپنی ۱۱ جولائی ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر مسٹر جسٹس صمدانی کا یہ فیصلہ جلی عنوان سے شائع کیا کہ واقعہ ربوہ میں کسی طالبعلم کی ناک، کان یا زبان نہیں کاٹی گئی۔ چنانچہ نوائے وقت نے لکھا "لاہور ۱۰ جولائی (اسٹاف رپورٹر) لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس کے ایم صمدانی نے جو واقعہ ربوہ کے ٹربیونل کے جج ہیں آج یہاں اس امر کا فیصلہ سنایا ہے کہ اب تک قلمبند کردہ شہادتوں کی رو سے یہ پتہ چلتا ہے کہ **وقوعہ ربوہ میں نشتر میڈیکل کالج کے کسی طالب علم کی نہ تو زبان کاٹی گئی ہے اور نہ ہی جسم کا کوئی دوسرا عضو کاٹا گیا ہے۔** فاضل جج نے کہا کہ انہیں اس امر کے خطوط مل رہے ہیں جن میں یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ زبانیں کاٹنے کے متعلق رپورٹیں اخبارات میں شائع نہیں ہونے دی جاتیں۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ ایسی کوئی شہادت سرے سے ریکارڈ پر آئی ہی نہیں جس میں یہ کہا گیا ہو کہ کسی طالب علم کی زبان کاٹی گئی یا کسی کے جسم کا کوئی عضو الگ کیا گیا یا مستقل طور پر ناکارہ کیا گیا۔ فاضل جج نے کہا کہ میڈیکل رپورٹوں کی رو سے بھی یہ افواہیں سراسر غلط ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر حتمی فیصلہ سنا دیا جائے۔"

جسٹس صمدانی کے یہ فیصلہ کن ریمارکس دیدہ دانستہ شامل کتاب نہیں کئے گئے تا قارئین پر یہ حقیقت بےنقاب نہ ہو جائے کہ ۱۹۷۴ء میں **"ختم نبوت" کے مقدس نام پر جو شورش برپا کی گئی وہ سرے سے ہی یکسر بے بنیاد تھی جس کا قانوناً اخلاقاً اور شرعاً کوئی جواز ہی نہ تھا۔**

یہ پہلی جلد پرانے گھسے پٹے جھوٹے اعتراضوں اور الزامات سے بھری پڑی ہے اور گوئبلز کی طرح باطل کو حق ثابت کر دینے کا ہر حربہ اس میں بروئے کار لایا گیا ہے۔

جلد دوم (۱۹۷۴ء)

یہ جلد "قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ" پر مشتمل ہے جس کا آغاز اس دجل و تلبیس سے کیا گیا ہے کہ "۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کا سانحہ پیش آیا۔ قادیانی جماعت نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلبا پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے۔"

چند سطور کے بعد لکھا ہے:

"قادیانی گروپ کے محضر نامہ کے جواب میں "ملت اسلامیہ کا مؤقف" تیار کیا گیا" (صفحہ ۶)۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد تقی عثمانی صاحب(۱) اور مولوی سمیع الحق صاحب(۲) مدیر "الحق" (اکوڑہ خٹک) کا تیار کردہ مؤقف محض ان گھسے پٹے الزامات کا ملغوبہ تھا جن کے مدلل و مسکت اور محققانہ جوابات بارہا جماعتی لٹریچر میں دیئے جا چکے ہیں۔

۱۔۲: جہاں دیدہ صفحہ ۵۵۶ مؤلفہ مولوی محمد تقی عثمانی صاحب ناشر ادارہ المعارف کراچی اشاعت اکتوبر ۱۹۸۹ء

ختم نبوت کے نام پر اخلاق سوز ڈرامہ

اس دوسری جلد میں سرکاری سرکلر کو پیش نظر رکھ کر اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ اپنے باطل نظریات و خیالات کے مطابق ڈھالنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے اور انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ اخلاق سوز ڈرامہ اسلام اور "ختم نبوت" کے نام پر کھیلا گیا ہے جسے فراڈ اعظم کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے گیارہ روزہ حقیقت افروز بیانات کی تفصیلات سرکاری سرکلر کے فل سکیپ سائز کے ۱۲۷۷ صفحات پر محیط ہیں جس کا خلاصہ مرتب کتاب نے نہایت مسخ شدہ صورت میں ۲۲۴ صفحات میں پیش کیا ہے اور یہ اعداد و شمار ہی اس امر کا مونہہ بولتا ثبوت ہیں کہ مرتب نے ایک مذہبی، قومی اور تاریخی امانت کے معاملہ میں کس درجہ بددیانتی اور جعلسازی سے کام لیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے مؤقف کے جس تفصیل سے جوابات دیئے۔ تقویۃ الایمان کے حوالے سے لاجواب کیا۔ مسئلہ جہاد پر مسلم لیڈروں کی آراء پیش کیں، فتاویٰ تکفیر سامنے رکھے، سعودی عرب کا کردار بےنقاب کیا، اس کا نام و نشان بھی اس خلاصہ میں نہیں پایا جاتا۔

غلط بیانیوں کے سات نمونے

اس ضمن میں شرمناک غلط بیانیوں کے صرف سات نمونے ملاحظہ ہوں:

۱۔ صفحہ ۱۰۲ اور ۱۰۳ میں یہ ذکر ہے کہ ۸ اگست کو مفتی محمود نے حضورؒ پر جرح کرتے ہوئے قلائد الجواہر، تذکرۃ الاولیاء اور دیوبندی مذہب کے متعلق کہا کہ یہ ہم پر حجت نہیں۔ ان رطب و یابس کتب کو بہانہ بنا کر معاملہ کو الجھانا دجل ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ مرزا ناصر احمد صاحب نے صرف یہ جواب دیا کہ "مفتی صاحب نے صحیح کہا کہ یہ ان کی کتابیں نہیں ہیں"۔ یہ سب فرضی بیان ہے جو مفتی محمود کی علمیت جتانے کے لئے اختراع کیا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ اس بیان میں سات نکات کا ہیولہ مرتب نے از خود تیار کیا اور مفتی محمود کی طرف منسوب کر ڈالا ہے نیز اس میں زور پیدا کرنے کے لئے یہ فرضی بیان درج ذیل الفاظ میں ختم کیا ہے "میں پھر چیلنج کرتا ہوں کہ میرے سات نکات میں سے کسی ایک کا مرزا ناصر احمد کے پاس ہمت ہے، جواب ہے، تو لائے۔"

۸ اگست کی کارروائی کے متعلق سرکاری سرکلر موجود ہے جو اس دجل و فریب پر شاہد ناطق ہے کہ مفتی محمود کی طرف سے نہ کوئی سات نکات پیش کئے گئے نہ کوئی چیلنج دیا گیا۔ یہ محض فسانہ ہے جو مرتب کے دماغ کی پیداوار ہے۔

۲۔ ۲۰ اگست ۱۹۷۴ء کی کارروائی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی طرف یہ بیان منسوب کیا گیا ہے کہ آپ نے اٹارنی جنرل کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"یہ مرزا صاحب کی زندگی کی بات نہیں بلکہ قیامت تک مسیح کا زمانہ محدود نہیں ..... آپ ان کے زمانہ کو محدود نہ کریں بلکہ جیسے حضور علیہ السلام کے خلفاء کا زمانہ، اب مسیح موعود کے خلفاء کا زمانہ ــ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اب تین صدیوں میں اسلام پھیل جائے گا، امریکہ سمیت ساری دنیا میں، یہ میرا ایمان ہے۔" (تحریک ختم نبوت جلد۲ صفحہ ۱۷۲ و ۱۷۳)

اب حکومت پاکستان کے سرکاری سرکلر سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اصل بیان ملاحظہ ہو۔ فرمایا: "اصل زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ صحیح اگر میں اپنی وضاحت نہیں کرسکا تو میں معافی مانگتا ہوں۔ اس لئے زمانہ بعثت نبوی سے قیامت تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ، تو جو بیچ میں مختلف آپؐ کے روحانی فرزند مجددین وغیرہ آئے ہمارا محاورہ ہے کوئی چیز ان کی طرف نہیں جاتی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ہماری تمام تر خوشی اس میں، ہماری بعثت غرض خدا تعالیٰ کی توحید، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہماری نسبت جس قدر تعریفی کلمات پہلی پیشن گوئی اور تمجیدی باتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائیں۔ یہ بھی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی راجع ہے۔ اس لئے میں آپ ہی کا غلام ہوں اور آپ ہی کے مشکوٰۃ نبوت سے نور حاصل کرنے والے ہیں۔ مستقل طور پر ہمارا کچھ نہیں۔ اس لئے وہی زمانہ چل رہا ہے غلبہ دین کے متعلق مہدی اور مسیح موعودؑ کے وقت کے متعلق یہ سارے پہلوں نے لکھا تفسیر میں بھی اور دوسری ہماری جو مذہبی کتب ہیں .. ... جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ (سرکلر صفحہ ۸۴-۸۵)۔

اس کے بعد حضورؒ نے مستند تفاسیر کے حوالے پیش فرمائے۔

۳۔ جلد کے صفحہ ۱۱۴ پر "ذریۃ البغایا" کی بحث کے تعلق میں لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایوان میں اتنا ہی جواب دیا کہ "ذریۃ البغایا" کے معنی کنجریوں کی اولاد نہیں اور پھر کہا "خیر آگے چلیں" حالانکہ حضور نے ایوان میں ایسا مدلل اور مسکت جواب دیا کہ گویا دن ہی چڑھا دیا۔ چنانچہ فرمایا:

"اس مضمون کو دوسری جگہ آپ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کے لئے بھیجا ہے اور مجھے بشارت دی گئی ہے کہ تمام نوع انسانی اسلام کو قبول کر لے گی اور صرف وہی باقی رہ جائیں گے جن کی حالت چوہڑوں چماروں کی طرح ہوگی۔" اور بھی بعض جگہ آیا ہے تو ایک مؤلف کے حوالے کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے اس قسم کے مضمون بیان کئے ہیں ان سب کو اپنے سامنے رکھا جائے۔ یہ عربی کا صیغہ ہے۔ یہ حال اور مستقبل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ "حال اور مستقبل" ہر دو کے لئے۔ دوسرا حوالہ ہمیں یہ بتا رہا ہے یہاں مستقبل کے لئے ہے حال کے لئے نہیں ہے۔ معنی یہ نہیں قبول کرتے ہیں۔ جب یہ لکھا گیا تھا تو اس کے بعد لاکھوں آدمیوں نے قبول کر لیا۔

ہماری تبلیغ اس وقت ہو رہی ہے افریقہ میں، یورپ میں، امریکہ میں لاکھوں نے اسلام کو قبول کیا۔ بت پرستوں نے اپنے بت توڑ دیئے۔ ہمیں تصویریں آتی رہتی ہیں وقفے وقفے کے بعد ان لوگوں کی جو بت جلاتے ہیں۔ یہاں جو مضمون بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں یہ مقدر کر رکھا ہے تمام نوع انسانی اسلام کو قبول کر لے گی۔ صرف وہ باقی رہ جائیں گے جن کی حالت چوہڑوں چماروں کی طرح ہوگی۔ "ذریۃ البغایا" اسے گمراہ ..... آگے اس کی تشریح کی ہے "جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی صرف وہ اسلام کو قبول کرنے میں پیچھے رہ جائیں گے، سارے اسلام کو قبول کر لیں گے یہ مستقبل کی بات ہے۔ حال کو کیوں لگائی جاتی ہے۔"

۴۔ ۲۲ اگست ۱۹۷۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جہاد اس کی شرائط اور دیگر بعض اہم مسائل پر معرکہ آراء بحث فرمائی جو حکومت پاکستان کے جاری کردہ سرکلر میں فل سکیپ سائز کے ۱۰۴ صفحات پر ریکارڈ ہے مگر اللہ وسایا نے اس کو محرف و مبدل اور مسخ کرکے اس کا ۲۱ صفحات میں خلاصہ کرکے تمام حقیقت افروز مباحث کو غارت کر دیا ہے۔ اس روز حضور نے تفصیل کے ساتھ مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی کرم دین صاحب آف بھین کے مفصل حوالے پیش فرمائے جن کا خلاصہ صرف ایک فقرہ میں دیا گیا ہے "مرزا ناصر احمد ۔ اوروں نے انگریز کی حمایت نہیں کی۔" (صفحہ ۲۰۰)

۵۔ صفحہ ۲۲۵ اور صفحہ ۲۳۱ میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ حضورؒ نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور محمدی بیگم سے متعلق پیشگوئیوں کی وضاحت آئندہ کرنے کا وعدہ کیا (جو ایفا نہ ہوا) حالانکہ حضورؒ کی طرف سے ان پیشگوئیوں سے متعلق مفصل نوٹ اسمبلی میں دے دیئے گئے تھے۔

۶۔ صفحہ ۲۳۴ پر ذکر ہے کہ مولوی ظفر انصاری صاحب نے یہ اعتراض پیش کیا کہ **بالآخرۃ ھم یوقنون** میں مرزا صاحب کی نبوت مراد لی گئی ہے تحریف معنوی ہے۔ آگے حضورؒ کی طرف سے صرف یہ جواب لکھا گیا ہے "ایک لفظ کے کئی ترجمے ہو سکتے ہیں"۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ حکومت پاکستان کے مجریہ سرکلر سے ثابت ہے حضور نے اس دعویٰ کے ساتھ دلائل بھی پیش فرمائے اور اس ضمن میں بعض قدیم کتب کا بھی حوالہ دیا۔ صفحہ ۲۳۶ پر ظفر احمد انصاری کا یہ سوال درج ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو ان آیات قرآنی میں الہام ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہیں۔ جیسا کہ سرکاری ریکارڈ

Attanayake & Co.
Solicitors

Consult us for your legal requirements such as: Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violence, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact:
ANAS AHMAD KHAN
204 Merton Road London SW18 5SW
Phone: 0181-333-0921 &
0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

یعنی سرکلر کے صفحہ ۱۱۴ و صفحہ ۱۱۵ کے مطالعہ سے واضح ہے حضور نے اس ضمن میں حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے متعدد الہامات پیش فرمائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل آیات اور مقام سے مختص تھے اسی طرح حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب **فتوح الغیب** سے بھی مثالیں پیش کیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کو کئی بار وہ آیات الہام ہوئیں جو قرآن میں حضرت موسیٰ کی اعلیٰ شان کے لئے مذکور ہیں مگر اس کتاب کے صفحہ ۲۳۷ پر حضور کی طرف سے صرف ان الفاظ میں جواب درج کیا گیا ہے کہ "بزرگوں کو الہام نہیں ہوتے؟"۔

صفحہ ۲۴۰ پر مولوی ظفر احمد انصاری کا یہ اعتراض درج ہے کہ دمشق میں ایک مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ مرزا صاحب نے قادیان میں منارۃ المسیح بنوایا۔ کتاب کے مؤلف کے مطابق حضورؒ نے اس کا فقط یہ جواب دیا "دمشق ایک اینٹ گارے کا شہر ہے" اب حکومت پاکستان کے سرکلر سے حضور کا اصل جواب ملاحظہ ہو۔ فرمایا:

"دمشق ایک اینٹ گارے کا بنا ہوا شہر بھی ہے اور دمشق کے ساتھ کچھ مذہبی ایسوسی ایشنز بھی ہیں تو جو حدیث میں آیا ہے کہ دمشق کے قریب اترے گا آنے والا مسیح۔ بانی سلسلہ نے ہمیں یہ کہا کہ یہ مطلب نہیں کہ وہ دمشق جو اینٹ گارے کا بنا ہوا ہے وہ بلکہ جو ایسوسی ایشنز امت مسلمہ کے دماغ میں دمشق کے ساتھ ہیں وہ مراد ہے اور وہ اس کے Symbol کے طور پر وہ مینار ہے۔ مینار کی کوئی حرمت نہیں ہے لیکن ایک علامت ہے ایک Symbol کے طور پر اس کو کھڑا کیا ہے۔"

الغرض کہاں تک بتایا جائے۔ اس کتاب کی تیسری جلد میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مفصل و مدلل اور حقیقت افروز بیان کو نہایت بے دردی سے اس کی تفصیل اور سیاق و سباق سے قطع کرکے اپنے ڈھب میں ڈھالنے اور اس کا حلیہ بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مستشرقین یورپ نے عہد مظلمہ میں بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میں دجل و تلبیس کے بڑے بڑے شرمناک مظاہرے کئے ہیں مگر بلاشبہ اس کتاب نے رپورٹنگ کی تاریخ میں جعلسازی کے سارے ریکارڈ مات کر دیئے ہیں حالانکہ حکومت پاکستان نے ان دنوں اسمبلی کی کارروائی سے متعلق سرکاری طور پر جو سرکلر جاری کئے وہ موجود ہیں اور مرتب کتاب پر ماتم کناں ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کچھ اسمبلی ۱۹۷۴ء کے ریکارڈ سے متعلق

چاہئے تو یہ تھا کہ خصوصی کمیٹی میں اٹارنی جنرل کی جرح اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بیان دونوں ہی مکمل طور پر ریڈیو پر اور ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ کئے جاتے مگر اس کی پوری کارروائی خفیہ (In Camera) ہوئی جو حکومت کی طرف سے ٹیپ کی گئی۔ نیز اس کی تفصیلات تاریخ وار سرکلر کے ذریعہ باقاعدگی کے ساتھ جاری کرکے ممبران اسمبلی کو بھجوادی گئیں۔ مگر جماعت احمدیہ کو جہاں ٹیپ کی کاپی سے محروم کر دیا گیا وہاں یہ سرکلر اس کے نمائندہ وفد سے بالکل صیغہ راز میں رکھا گیا۔

کچھ عرصہ ہوا اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ حکومت پاکستان نے اسمبلی ۱۹۷۴ء کی کارروائی کی اشاعت سے قبل اس پر نظر ثانی کا کام ظفر احمد انصاری کے سپرد کیا ہے (اخبار "پاکستان" لاہور ۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۸ کالم ۵)۔ جس پر جماعت احمدیہ نے درخواست کی کہ نظر ثانی کے اس مرحلہ میں اس کا ایک نمائندہ بھی شامل کیا جائے مگر کوئی پذیرائی نہ ہوئی!!

بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

جناب مجید نظامی مدیر "نوائے وقت" لاہور نے ۸ ستمبر ۱۹۷۵ء کے پرچہ میں لکھا:

"قومی اسمبلی کے آزاد رکن مولانا ظفر احمد انصاری نے یہ انکشاف کیا تھا کہ قادیانیوں کے مسئلہ پر خصوصی کمیٹی کی طرف سے ۹۶ گھنٹے تک غور کرنے کے دوران میں ٹیپ ریکارڈ کی جانے والی تمام کارروائی کو باقاعدہ ریکارڈ میں منتقل کرنے، اس کی تصحیح اور اس کو اغلاط سے پاک کرکے مرتب کرنے کی نگرانی کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے لیکن اس سلسلہ میں ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ خصوصی کمیٹی کی اس کارروائی کا کیا بنا ہے اور اس قیمتی اور یادگار مواد کو مولانا موصوف کے حسب خواہش محفوظ کرنے کا انتظام کس مرحلے میں ہے۔" (۸ ستمبر ۱۹۷۵ء)

اس نوٹ پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب مدیر "الفرقان" نے حسب ذیل تبصرہ کیا:

"فیصلے کا یہ کیا انوکھا طریق ہے کہ خود ہی لوگ مدعی ہوں اور خود ہی جج بن جائیں اور خود ہی فیصلے کر دیا کریں۔ اور پھر خود ہی اپنی اغلاط کی تصحیح کر لیا کریں؟ کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ خصوصی کمیٹی اپنے ہی ایک رکن کو جو فریق مخالف میں شامل تھا مقرر کر دے کہ اپنے ریکارڈ کو گھر میں بیٹھ کر "اغلاط سے پاک کرکے مرتب" کرے۔ ظاہر ہے کہ مولوی انصاری صاحب اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اغلاط کو ہی درست کرنے کی کوشش کریں گے۔

اے اللہ! اس دنیا میں انصاف کے بھی کیا نرالے طریقے ہیں۔ حکومت پاکستان اصل کارروائی کو شائع کرنے سے کیوں معذور ہے؟" (ماہنامہ الفرقان ربوہ ستمبر ۷۵ء صفحہ ۱۵)

ظفر انصاری صاحب ۲۹ دسمبر ۱۹۹۱ء کو راہی ملک عدم ہوئے۔ (اخبار "پاکستان" ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۱ تا ۸ کالم ۵)۔ اب معلوم نہیں کہ ٹیپ ریکارڈوں کا کیا حشر ہوا؟

یہاں یہ بتلانا نہایت ضروری ہے کہ حکومت پاکستان کا جاری کردہ سرکلر عربی، اردو اور فارسی حوالوں کی نقل اور اصل بیان کے ریکارڈ کے اعتبار سے اغلاط سے پر ہے اور اس میں کئی مقامات پر خطرناک حد تک حذف و اختصار سے کام لیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں عبارت مبہم بلکہ بالکل بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔ حتی کہ کئی آیات تک غلط نقل ہوئی ہیں۔ ان امور سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خصوصی کمیٹی کی پوری کارروائی محض ایک نمائش تھی جس میں سنجیدگی اور خدا خوفی کا کوئی عنصر بھی شامل نہیں تھا۔

بہر کیف یہ جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان سرکلرز کے حوالہ جات پر اصل کتب کی روشنی میں نظر ثانی کرے اور املاء کی واضح اغلاط کی تصحیح کے بعد ان سب کو من و عن اپنی صحیح شکل میں شائع کردے تاکہ تمام جعلسازیوں کا پردہ چاک ہو جائے۔

جلد سوم

شورش کاشمیری صاحب نے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی نسبت لکھا ہے کہ:

"انہیں اخبارات سے سخت نفرت تھی، ان کا عقیدہ تھا کہ آغاز سے لے کر اب تک بڑے بڑے جھوٹ گھڑے ہیں اگر اس جھوٹ کا بوجھ ماؤنٹ ایورسٹ پر پڑتا تو وہ زمین میں دھنس چکی ہوتی۔" (سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۸۔ مصنفہ شورش کاشمیری صاحب۔ مطبوعات چٹان میکلوڈ روڈ لاہور نومبر ۱۹۷۳ء)

یہ احراری ملاؤں کے ہم عقیدہ اخبارات ہی تھے جنہوں نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق احمدیوں کے خلاف نہایت زہریلا اور دجل و افتراء پر مبنی پراپیگنڈہ کرکے پورے ملک کو فتنہ و فساد کے شعلوں میں بدل ڈالا اور نہتے اور معصوم احمدی شہید کئے گئے۔ ان کے گھروں کو نذر آتش کیا گیا اور منظم بائیکاٹ کے ذریعہ ان پر قافیہ حیات تنگ کر دیا گیا اور ایسے ایسے ہولناک مظالم توڑے گئے کہ سچ مچ کربلا کے دردناک واقعات کی یاد پھر سے تازہ ہو گئی۔ حتی کہ صوبائی وزیر سردار صغیر احمد نے بیان دیا کہ "یہ فیصلہ ...... واقعہ کربلا کے بعد ایک تاریخ ساز فیصلہ ہے۔" (روزنامہ "امروز" لاہور۔ ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱)

وزیر قانون نے کہا کہ: "تاریخ اسلام میں معرکہ کربلا کے بعد یہ سب سے اہم واقعہ ہے۔" (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۳۰ نومبر ۱۹۷۴ء)

"تحریک ختم نبوت" کی جلد سوم زیادہ تر انہی اخبارات و رسائل کی ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے دسمبر ۱۹۷۴ء تک کی شرانگیز خبروں، رپورٹوں اور ادارتی نوٹوں اور تبصروں کا ملغوبہ ہے جو پاکستان کو کربلا میں بدلنے کے اصل ذمہ دار تھے۔ تاہم تصرف الٰہی سے کتاب میں بعض ایسے بیانات بھی شامل ہوگئے ہیں جن سے اصل حقائق کو سمجھنے میں بھاری مدد مل سکتی ہے مثلاً کتاب کے صفحہ ۵۹۸ پر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام (حقیقی) کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس مولانا زاہد قاسمی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں اتفاق رائے سے قرار پایا کہ مرکزی جمعیت علمائے اسلام (حقیقی) کی مجلس عاملہ کا اجلاس ملک کی موجودہ صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ وہ کانگریسی علماء اور رہنما، جنہوں نے قیام پاکستان کی شدید مخالفت کی تھی، وہ اب مذہبی اور سیاسی پلیٹ فارموں سے پاکستان میں سیاسی حقوق کی بحالی کے نام پر ختم پاکستان کی کوشش کر رہے ہیں اور جمعیت علمائے اسلام کا مقدس نام استعمال کر رہے ہیں۔ **کانگریسی علماء اور رہنماؤں کی ملک دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے ملک کے خانہ جنگی میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔**"

(تحریک ختم نبوت جلد سوم صفحہ ۵۹۹ ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ بار اول ۱۹۹۵ء مطبع شرکت پرنٹنگ پریس ۴۳ نسبت روڈ لاہور)

جلد سوم کا اختتام مولوی خان محمد صاحب امیر مرکزیہ "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی طرف سے چندہ کی اپیل پر ہوا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ:

"قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد صاحب نے جب سے اپنا مستقر لندن منتقل کیا ہے ...... اربوں کھربوں کے منصوبے شروع کر دیئے ہیں۔" (صفحہ ۹۶۰)

یہ حیرت انگیز اعتراف احراری ملاؤں کی مخالف احمدیت کوششوں کی عبرت ناک ناکامی اور جماعت احمدیہ کی آسمانی نصرتوں اور عالمی کامیابیوں کا مونہہ بولتا نشان ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کیا خوب فرماتے ہیں

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

بقیہ: ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۹۷)

پڑے) کے لئے بہتر ہے۔ دو دوائیں جو ملتے جلتے نام رکھتی ہیں اور بعض دفعہ ایک کی بجائے دوسری یاد آ جاتی ہے۔ سنفورک کارپس اور پیروکارپس۔ سنفورک کارپس حمل کی متلی روکنے کے لئے چوٹی کی دوا ہے۔ اس دوران اگر ایسی حالت ہو کہ کوئی چیز بھی حاملہ عورت کو موافق نہ آئے یعنی کوئی بھی چیز اندر نہ ٹھہرے، ایسی صورت میں سنفورک کارپس چند دن استعمال کریں۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر متلی غائب ہو جائے گی۔ پیروکارپس Mumps کے حملے میں اگر ۳۰ میں روزانہ دے دی جائے تو کوئی نقصان نہیں۔ دن میں تین دفعہ تین دن تک روزانہ دی جائے اور پھر تین دن ناغہ کیا جائے۔ اس طرح پھر تین دن روزانہ دن میں تین دفعہ۔ یہ فارمولا Mumps کے خلاف Preventive ہے۔ لیکن Mumps ظاہر ہونے سے بہت پہلے لگ چکے ہوتے ہیں۔ عام طور پر بیس اکیس دن پہلے Mumps ظاہر ہونے سے پہلے وہ دوسروں کو لگ چکے ہوتے ہیں۔ یہ جو دور ہے Mumps کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ سب سے زیادہ خطرناک دور ہے اس لئے کہ کچھ بھی پتہ نہیں چلتا اور بعض دفعہ لیٹ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے Mumps کے متعلق اگر خبر شائع ہو جائے تو اپنے گھر میں داخل ہونے کا انتظار نہ کریں فوراً یہ دوا شروع کردیں۔ اگر ایک دفعہ انفیکشن ہو جائے تو Preventive نہیں ہے۔ پھر یہ اپنا پورا Period لیتا ہے۔

سلفیورک ایسڈ کے متعلق یہ ہے کہ اگر Bruising ہو گئی ہو جسے پنجابی میں "گجی سٹ" کہتے ہیں یعنی ایسی چوٹیں لگی ہوں کہ زخم نہ بنے ہوں۔ اندر ہی اندر گٹھلیاں رہ گئی ہوں وہ اگر لمبا عرصہ Persist نہ کریں اور آرنیکا فائدہ پہنچانے کے بعد بے کار ہو چکا ہو تو سلفیورک ایسڈ کا ایک استعمال مغربی معاشرہ میں بہت عام ہو سکتا ہے۔ ایک قطرہ سلفیورک ایسڈ کا ایک گلاس پانی میں ملا کر تین خوراکوں میں مریض کو پلائیں تو Alcohlics کے لئے اتنا مفید ہے کہ شراب کی خواہش ہی مٹ جاتی ہے۔ اس کو دوسری Drugs میں استعمال نہیں کیا گیا اس کو دوسری Drugs کے تعلق میں بھی استعمال کرکے دیکھنا چاہئے۔

آپریشن سے پہلے اور آپریشن کے بعد جو چیزیں تجربے میں آئی ہیں ان میں جو رحم کے نکالنے کے آپریشن کے وقت آرنیکا ۳۰ پہلے بھی یعنی ایک رات پہلے اور چند دن پہلے بھی اور آپریشن سے ایک منٹ پہلے بھی دوہرائی جائے۔ آپریشن کے بعد کاسٹیکم ۳۰ مفید ہے۔ عورتوں کی اندرونی رحمی تکلیفیں جن میں اپریشن کے نتیجہ میں زخم بن گئے ہوں اور دھن کے آثار رہ گئے ہوں۔ ان میں آرنیکا ۳۰ بہت مفید ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ ہندوستان کے گاؤں گاؤں میں اسلام کا پیغام پہنچایا جائے۔ اس خواہش کی تعمیل میں محترم قریشی محمد حنیف قمر صاحب علوی المعروف سائیکل سیاح نے اپنی زندگی وقف کردی۔ آپکے دینی سفر کا آغاز ۴ اپریل ۲۳ء کو ہوا جب آپ قادیان سے ملکانہ جانے والے تیسرے وفد میں شامل ہوئے۔ ملکانہ پہنچ کر آپ نے ایک ویران مسجد کو جس میں جانور رہتے تھے، صاف کیا، سینکڑوں ٹوکریاں مٹی کی باہر سے لاکر ڈالیں، کنواں کھودا، چاردیواری بنائی، باغیچہ لگوایا اور نماز قائم کی۔ قرآن پڑھایا اور کئی لوگوں کو آریہ ہونے سے بچا لیا۔ آپ اڑہائی سال تک موضع ساندھن میں مدرس بھی رہے۔

محترم علوی صاحب کے سائیکل سفر کا آغاز ۲۲ نومبر ۳۵ء کو کندرا پاڑہ ضلع کٹک (اڑیسہ) سے ہوا۔ بنگال کے سینکڑوں دیہات کا دورہ کیا، مباحثے اور بڑے بڑے جلسے بھی کئے۔ تبلیغی مہمات کے دوران کئی بار اللہ تعالیٰ نے آپکو موت کے مونہہ سے بچایا۔ ۴۵ء میں قادیان آگئے اور ۴۷ء میں پاکستان کے متعدد اضلاع میں تربیت کا کام جاری کیا۔ ۵۱ء میں آپ نے لاہور سے ایک لمبے تبلیغی سائیکل سفر کا آغاز کیا اور پشاور، کوہالہ اور مری تک کے سفر کئے۔ آپکا سائیکل سفر ۵۵ ہزار میل سے زائد ہے اور دیگر ذرائع سے طے کردہ سفر بھی شامل کیا جائے تو ایک لاکھ میل سے زائد ہے۔ مختلف مواقع پر اخبارات و رسائل نے آپکے بارے میں مضامین شائع کئے۔

۲۲ جولائی ۸۳ء کو ۸۳ سال کی عمر میں آپکی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ روزنامہ "الفضل" ۲۱ اگست میں آپکا ذکر خیر محترم قریشی محمد سعید صاحب نے کیا ہے۔ مضمون کے اختتام پر محترم ناظر صاحب تبلیغ قادیان کا خط نقل ہے جس میں محترم قریشی حنیف قمر صاحب کی بلا تنخواہ اعزازی تبلیغی خدمات کو سراہا گیا ہے۔

★ ★ ★

ماہنامہ "مصباح" اگست ۹۶ء کی زینت محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کے منظوم کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں۔

آئینے سے جب تک کہ سامنا نہیں ہوتا
اپنے آپ سے کوئی آشنا نہیں ہوتا
عشق کی نظر اس پہ جب تلک نہیں پڑتی
حسن تو وہ ہوتا ہے دلربا نہیں ہوتا
روح کے روابط میں اس طرح تو ہوتا ہے
فرقتیں تو ہوتی ہیں فاصلہ نہیں ہوتا
حسن کی حقیقت سے آگہی نہ ہو جب تک
پیار ہو تو جاتا ہے دیرپا نہیں ہوتا
رنجشیں نہیں پلتیں، تلخیاں نہیں بڑھتیں
جس جگہ اناؤں کا مسئلہ نہیں ہوتا
خوب کہہ گیا کوئی جان دی، اسی کی تھی
حق ادا کریں پھر بھی حق ادا نہیں ہوتا

★ ★ ★

اسی شمارہ میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق عزیزہ عین الوفا یوسف آف جرمنی نے مصوری کے ایک صوبائی مقابلہ میں شریک ۲۴ ہزار بچوں میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

★ ★ ★

روزنامہ "الفضل" ۲۵ اگست میں حضرت مصلح موعودؓ کی ۱۰ ستمبر ۲۲ء کی ڈائری ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔ حضورؓ نے فرمایا "جب چودھری فتح محمد صاحبؓ ولایت سے آئے تو ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے انکی آنکھوں کو دیکھا اور بتایا کہ بائیں آنکھ کا بچنا تو قریباً محال ہے اور دائیں بھی خراب ہو رہی ہے۔ مجھے اس سے قلق پیدا ہوا کہ چودھری صاحب کام کے آدمی ہیں۔ میں نے دعا کی تو رات خواب میں ایک شخص نے کہا کہ ان کی آنکھ تو اچھی ہے۔ صبح میں نے ڈاکٹر صاحب کو یہ خواب بتایا تو انہوں نے معائنہ کرکے کہا کہ مرض ایک بٹا تین رہ گیا ہے"۔ چودھری صاحب نے عرض کیا کہ اس سے پہلے میری آنکھ میں چنے کے برابر زخم ہوگیا تھا اور ہر ایک دوا مضر پڑتی تھی۔ پھر ایک دوا مفید ہونے لگی اب اس آنکھ کی نظر دوسری سے تیز ہو گئی ہے۔ حضورؓ نے خواب اور الٰہی بشارات کے ضمن میں مزید فرمایا کہ ڈاکٹر مطلوب خان صاحب کی موت کی خبر سرکاری طور پر آگئی تھی۔ اس سے چند روز پہلے انکے والدین یہاں آئے تھے اور بہت ضعیف تھے۔ ... چونکہ موت کی خبر آچکی تھی، دعا تو کیا ہوتی کرب ضرور ہوا۔ رات خواب میں دیکھا کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے۔ دوسرے دن اس کا ذکر احباب سے کردیا۔ چند روز بعد ڈاکٹر مطلوب خاں کا خط آگیا کہ میرے متعلق غلط فہمی ہوگئی تھی، میں مرا نہیں تھا بلکہ دشمن مجھ کو پکڑ کر لے گئے تھے۔"

★ ★ ★

محترم چودھری عبدالعزیز صاحب امیر جماعت احمدیہ علی پور ضلع مظفر گڑھ ۱۴ جون ۹۶ء کو ۹۰ برس کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ نے ۳۰ سال تک ضلعی امارت کے فرائض انجام دیئے۔ آپکا ذکر خیر محترم آفتاب احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۵ اگست میں شائع ہوا ہے۔

محترم چودھری صاحب مرحوم کا تعلق قادیان کی مضافاتی بستی "ٹھیکری والا" سے تھا۔ آپ نے ۱۹۲۳ء میں قادیان سے میٹرک کیا اور دوران تعلیم ہی احمدیت قبول کرلی۔ اپنے خاندان میں آپ پہلے احمدی تھے۔ گو آپکے والد نے مخالفت نہ کی لیکن آپکے بھائی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ آپ کی تبلیغ سے پہلے آپکے والد اور ایک بھائی چودھری سردار محمد صاحب (والد ڈاکٹر ولی محمد ساغر صاحب آف فیصل آباد) احمدی ہوئے اور پھر سارا خاندان جلد ہی احمدی ہوگیا۔ میٹرک کرنے کے بعد سینئر ورنیکلر کا امتحان پاس کرکے آپ شعبہ تدریس سے منسلک ہو گئے اور قیام پاکستان سے قبل ہی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں مدرس رہے۔ پاکستان آکر ۶۷ء میں ایک سرکاری سکول کے ہیڈماسٹر کے طور پر ریٹائرڈ ہوئے۔ لباس اور غذا میں بہت سادگی تھی اور غالباً یہی لمبی عمر کا راز تھا۔ بنی نوع انسان کے ہمدرد اور خدا ترس تھے۔ آپ ایک باثمر داعی الی اللہ تھے۔ آپکے دور امارت میں مسجد کی توسیع اور مربی ہاؤس کی تعمیر ہوئی۔

محترم چودھری صاحب مرحوم کا ذکرخیر کرتے ہوئے محترم اقبال احمد صاحب نجم روزنامہ "الفضل" ۲۸ اگست میں بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء میں شدید سیلات کے باعث علی پور کے نواح میں دو نہریں ٹوٹ جانے سے نواحی علاقے سیلاب کی لپیٹ میں آچکے تھے اور خیال تھا کہ جلد ہی پانی شہر میں داخل ہو جائے گا۔ شہر تقریباً خالی ہوا جا رہا تھا مگر محترم چودھری صاحب نے روزانہ بعد نماز عصر مسجد میں اجتماعی دعا کا پروگرام بنالیا۔ یہ دعا قبول ہوئی اور پانی کا رخ بہاولپور کی طرف ہوگیا اور علی پور بچ گیا۔ یہ حقیقت اس سال کے اخبارات سے بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

★ ★ ★

حضرت حافظ عبدالعزیز نون صاحب ۱۸۷۵ء میں حلالپور ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ آپکے والد حافظ غلام محمد صاحب اور انکے سب جد امجد حفاظ قرآن تھے بلکہ اکثر خواتین بھی حافظہ تھیں۔ آپکے دادا حافظ غلام مصطفیٰ صاحب قرآن و حدیث کے مشہور عالم تھے۔ ۱۸۹۴ء میں جب علامات کسوف و خسوف ظاہر ہوئیں تو انہوں نے اعلان کردیا کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے ہیں۔ لیکن جلد ہی ان کی وفات ہوگئی البتہ حافظ عبدالعزیز صاحبؓ نے اپنے دادا کی اس بات کو یاد رکھا اور جونہی انہیں کسی اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی خبر ہوئی، آپؓ قادیان تشریف لے گئے اور بیعت کی سعادت پائی۔

آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ بیعت سے پہلے تارک الصلوٰۃ تھا لیکن بیعت کے خط میں ہی خدمت اقدسؑ میں اوامر کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی چنانچہ اس کے بعد کبھی ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی۔ آپؓ بہت شجاع اور دین کی غیرت رکھنے والے تھے۔ ۱۰ مئی ۱۹۵۳ء کو ایک حادثہ میں زخمی ہوکر وفات پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ آپکا ذکر خیر محترم عبدالحمید چودھری صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۶ اگست میں شامل اشاعت ہے۔

تصحیح

"الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۴۵ میں صفحہ ۷ کے دوسرے کالم کی تیسری سطر میں انگریزی لفظ کے غلط سپیلنگ شائع ہو گئے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ PRECIPICE ہے۔ براہ کرم یہ درستی نوٹ فرمالیں۔ ادارہ اس غلطی کے لئے معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

آپ چائے پیئیں گے یا کافی؟

بظاہر تو اس پیشکش کا جواب بڑا سیدھا سادہ ہے دونوں میں سے کوئی بھی ہو ٹھیک ہے۔ لیکن سنتے ہیں اٹھارویں صدی میں اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے سویڈن کے شاہ گستاف سوئم نے کئی سال لگادیئے تھے۔ بادشاہ نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ صحت کے لئے چائے اچھی ہے یا کافی دو جڑواں بھائیوں پر تجربہ کیا جن کو قتل کے جرم میں سزائے موت سنائی جا چکی تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ دونوں کی سزائے موت اس شرط پر عمر قید میں تبدیل کی جاتی ہے کہ ان میں سے ایک چائے کا اور دوسرا کافی کا جگ دن میں تین بار روزانہ عمر بھر پیئے گا۔ اتفاق سے چائے پینے والا بھائی پہلے مر گیا (اس نے ۸۳ سال عمر پائی تھی) اور کافی پینے والا زندہ رہا۔ چنانچہ بادشاہ نے تب سے کافی پینی شروع کر دی اور وہ رواج پا گئی۔ لیکن شاید زیادہ کافی پینے کا نتیجہ تھا کہ بادشاہ خود ۱۷۹۲ء میں صرف ۴۵ سال کی عمر میں چل بسا۔ لہٰذا یہ سوال تشنہ جواب ہی رہا کہ لمبی عمر کے لئے چائے مفید ہے یا کافی۔

حال ہی میں برطانیہ کے سائنسدانوں نے کافی پینے کے نتائج پر تحقیق کی ہے اور آسٹریلیا کے سائنسدانوں نے چائے کے اثرات پر۔ دونوں کے نتائج جو اخباروں میں چھپے ہیں دلچسپ ہیں۔ کافی کے بارہ میں ثابت ہوا ہے کہ یہ دل کی شریانوں کو سکیڑتی ہے۔ بلڈ پریشر بڑھاتی ہے اور دل کے حملہ کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے کافی زیادہ پینے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اس کے بالمقابل آسٹریلیا کے سائنسدان کہتے ہیں کہ سیاہ یا سبز چائے میں ایک ایسا جزو پایا جاتا ہے جسے پالی فینولز (POLYPHENOLS) کہتے ہیں اور یہ پھلوں کے وٹامن سی، کئی غذاؤں، آٹے کے چھان بورے (وٹامن ای) اور ریڈ وائن میں پایا جاتا ہے۔ یہ جزو جسم میں عمل تکسید کو روکتا ہے یعنی ANTI-OXIDANT ہے جس سے جسم کے توڑ پھوڑ، بڑھاپے اور جھریوں وغیرہ پڑنے کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔ چائے میں یہ جزو پھلوں کے رس سے پندرہ گنا زیادہ ہوتا ہے اور یہ دل کی بیماریوں اور کینسر کے خلاف مدافعت پیدا کرنے کے لحاظ سے مفید ہے۔ گویا چائے کے اثرات اس لحاظ سے کافی الٹ ہیں۔

جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ جسم کی تعمیر بھی کرتی ہے اور اس مشین کو چلانے کے لئے ایندھن کا کام بھی کرتی ہے لیکن ہر ایندھن کی طرح اس کو بھی جلنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمارا سانس مہیا کرتا ہے۔ یہ ایک کیمیائی عمل ہے جو OXIDATION کہلاتا ہے اور یہ جسم کے ایسے مالیکیولز جو FREE RADICALS کہلاتے ہیں جب آکسیجن کے ساتھ ملتے ہیں تو پیدا ہوتا ہے۔ یہ عمل لوہے کو زنگ لگنے کے مشابہہ ہے اور جسم کو تحلیل کرکے بڑھاپے کی طرف دھکیل رہا ہوتا ہے۔ جسم کی ضرورت سے زائد جتنی غذا زیادہ کھائی جائے گی FREE RADICALS تعداد میں اتنے ہی زیادہ ہوں گے اور پھر بجائے اس کے کہ بدن غذا کو کھائے، غذا بدن کو کھانا شروع کر دیتی ہے۔ حدیث میں بھوک رکھ کر کھانے کا جو ارشاد ملتا ہے اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے۔ اس عمل کو سست کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض ANTI-OXIDANT ہماری غذاؤں میں رکھ دیئے ہیں (مثلاً وٹامنز سی، ای، وغیرہ)۔

بہرحال وہی غذا اور سانس جو ایک وقت میں جسم کی تعمیر کرتے ہیں وہی دوسرے وقت میں جسم کی تخریب کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ شاید اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے غالب نے کہا تھا

میری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی

خلاصہ کلام یہ کہ "آپ چائے پیئیں گے یا کافی؟" کی پیشکش کا مناسب جواب یہی لگتا ہے کہ چائے ہی کافی ہے۔ لہٰذا وہی چلے گی۔

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

11/11/1996 - 20/11/1996

29 JUMADI UL THANI
Monday 11th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Quiz Nasirat ul Ahmadiyya Lahore Vs Rawalpindi Vs Mirpurkhas (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around the Globe- Inaugration of Washington Mosque ,U.S.A
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends. (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Quiz Nasirat ul Ahmadiyya Lahore Vs Rawalpindi Vs Mirpurkhas (R)
07.00	Dars-ul-Quran (5 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London (1995) (R)
08.30	Speech - by Late Aftab A Khan Sahib - J/S UK - 1993
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
10.00	Urdu Prog-"Seerat-un-Nabi - Ghazva-i Ohud Mein Huzur (saw) ka Khulq-i-Azeem" Written by Hadhrat Mir Mehmood A Nasir Read by Fareed Ahmad Naveed (Part 2)
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme -" A Closer Look", with Mrs Rozella Sutadi Sastra - An Ahmadi from the Philipines Origin
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 11.11.96
15.00	MTA Sports - All Rabwah Football Tournament - Dar un Nasr Vs Saddar
16.30	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (N)
19.00	German Programme: - 1) Begegnung mit Hazoor- Meeting with Hazoor (Part1) 2) Mach Mit
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 11.11.96 (R)
23..00	Learning Norwegian
23:30	Various Programme

30 JUMADI UL THANI
Tuesday 12th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Yassarnal-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - All Rabwah Football Tournament -Dar un Nasr Vs Saddar
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
04.30	Various Programme
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 11.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (R)
07.00	Pushto Programme - Friday Sermon by HadhratKhalifatul Masih IV (31.5.96)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.30	Philosophy of the Teachings of Islam
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Programme : Maulana Naseem Saifi Say Aik Guftugu (Part 1)
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London , UK - 9.6.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.11.96
15.00	Medical Matters: - Diseases of Teeth - Dr Sultan A Mobashir with Dr Naseer A Khan (Part 3)
15:30	Speech by: Mobashir Kahloon Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Prog - Islami Usul Ki Philosophy
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme: 1)Kinder Lernen Namaz Children Learning Namaz 2) Nazm 3)Eure Briefe
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.11.96 (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

1 RAJAB
Wednesday 13th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters :- " Diseases of Teeth " -Dr Sultan A. Mobashir with Dr Naseer A Khan (Part 3)
02.30	Speech by : Mobashir Kahloon Sahib
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
04.30	Hikayat-e-Shereen (R).
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 12.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.30	Various Program
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme : Maulana Naseem Saifi Say Aik Guftugu (Part 2)
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme -
14.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 13.11.96
15.00	Durr-i-Sameen - Part 16
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal Quran
19.00	German Programme :1) Islamische Presschau 2) Tic Tac - Quiz Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	MTA Life Style - Al Maidah - "Kabab and Halwa"
22.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 13.11.96 (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

2 RAJAB
Thursday 14th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Durr-i-Sameen - Part 16 (R)
02.30	Various Programme
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 13.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
07.00	Sindhi Programme -
08.00	MTA Lifestyle - "Kebab & Halwa" (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Prog - Seerat Sahaba Hadhrat Masih Maud (a.s) - Hadhrat Maulana Mohammad Din
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih - 14.11.96
15.00	Quiz Progromme on Khutabat-e-Imam
15.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 13 (4.4.94) (Part 2)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaquat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -
19.00	German Programme 1) Sport Program 2) Ich zeig dir was - I am showing you something 3) Büchereche
20.00	Urdu Class (N)
21.00	M.T.A. Entertainment - Bazm-e-Moshaira: Naseem Saifi and Akram Mehmood
22.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 14.11.96 (R)
23.00	Learning Dutch
23.30	Various Programme

3 RAJAB
Friday 15th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaquat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme on Khutabat-e-Imam
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 13 (4.4.96) (Part 2)(R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
04.30	Various Programme
05.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 14.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaquat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme- Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (7.6.96)
08.00	M.T.A Entertainment - Bazm-e-Moshaira: Naseem Saifi and Akram Mehmood (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Programme -
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 15.11.96
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends 15.11.96
15.15	MTA Variety - Quiz Lajna - Saadullah pur Vs Noshaira
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme - A Talk on "Wafaat-e-Masih" by Maulvi Jamil ur Rehman
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal Quran
19.00	German Programme - 1) Ihre Fragen - Question & Answer with H. Hübsch 2)Willkommen in Deutschland
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
21.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends 15.11.96 (R)
23.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 15.11.96 (R)

4 RAJAB
Saturday 16th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Variety - Quiz Lajna - Saadullah pur Vs Noshaira (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	MTA Variety : History of Ahmadiyyat in Sarhad - Interview : Ameer Sahib , Sarhad
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends 15.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal Quran (R)
07.00	Friday Sermon-by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 15.11.96 (R)
08.00	Medical Matters-with Dr Mujeeb-ul-Haq Sb
08.30	M.T.A. Variety
09.00	Liqaa Ma'al Arab
10.00	Urdu Programme:
11.00	Urdu Class
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time-
14.30	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 16.11.96
15.30	Meet Our Friends -
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner- Children's Workshop No.2
19.00	German Programme1)Der Diskussionkries 2) Kindersendung mit Ameer Sahib
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	A Page from the History of Ahmadiyyat by B.A. Rafiq Sahib
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 16.11.96 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

5 RAJAB
Sunday 17th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Children's Workshop No.2 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Meet Our Friends
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV 16.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Children's Workshop No.2 (R)
07.00	Siraiki Programme : Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (7.6.96)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.30	A Page From the History of Ahmadiyyat By: B.A Rafiq
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Prog- Truth of Ahmadiyyat & Our Responsibilities by Sultan Mahmood Anwar
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question/Answer Session
14.30	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 17.11.96
15.30	Around The Globe:- Documentary film about City of Brugge , Belgium
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Prog - Q/A Session with Albanian-Bosnians- with Hadhrat Khalifatul Masih IV Jalsa Salana Germany- 24.8.96 - (Part 2)
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Quiz Nasirat ul Ahmadiyya - Sheikhupura Vs Sargodha Vs Faisalabad
19.00	German Programme 1) Nasirat Grips2) Zeit Zum Diskutieren
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Speech - by Late Aftab A Khan Sahib - J/S UK - 1994
21.30	Dars-ul-Quran (6 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London (1995)
23.00	Various Program
23.30	LearningChinese

6 RAJAB
Monday 18th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- Quiz Nasirat ul Ahmadiyya - Sheikhupura Vs Sargodha Vs Faisalabad
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Around The Globe: Documentary film about City of Brugge , Belgium
03.00	Urdu Class with Huzur
04.00	Learning Chinese
05.00	Mulaqat - with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Quiz Nasirat ul Ahmadiyya - Sheikhupura Vs Sargodha Vs Faisalabad
07.00	Dars-ul-Quran (6 Ramadhan) by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London (1995) (R)
08.30	Speech - by Late Aftab A Khan Sahib - J/S UK - 1994
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme -
11.00	Urdu Class (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Prog- Tabligh in the Philipines
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 18.11.96
15.00	M.T.A. Sports- Sports Jamia Ahmadiyya Rabwah
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Turkish Programme-
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (N)
19.00	German Program 1) Nazm 2) Begegnung mit Hazoor (Part2) Meeting with Huzoor 3) Mach Mit , "Mandelkekre"
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Philosophy of the Teachings of Islam -
22.00	Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV 18.11.96 (R)
23.00	Learning Norwegian
23.30	Various Programme

7 RAJAB
Tuesday 19th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khaiifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	M.T.A. Sports - Sports Jamia Ahmadiyya Rabwah
03.30	Urdu Class (R)
04.30	Learning Norwegian
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 18.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV (14.6.96)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.30	Philosophy of the Teachings of Islam -(R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme: An Evening with Sahibzada Mirza Waseem Ahmed
11.00	Urdu Class with Huzur (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (16.6.89) Fazl Mosque , London ,U.K
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 19.11.96
15.00	Medical Matters - "Diabetes" - Talk - Dr Lateef Qureshi
15.30	Talk with A new Convert - Journey To Light Interview - Dr Mohammed Ali
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Norwegian Prog-Islami Usul Ki Philosophy
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (N)
19.00	German Programme -1) Kinder Lernen Namaz 2) Büchereche 3) Eure Briefe
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
21.30	Bait Bazi - Rabwah Vs Karachi - Khuddam-ul-Ahmadiyya Pakistan
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 19.11.96 (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

8 RAJAB
Wednesday 20th November 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Medical Matters - "Diabetes" - Talk - Dr Lateef Qureshi
02.30	Talk with A new Convert - Journey To Light Interview - Dr Mohammed Ali
03.00	Urdu Class with Huzur (R)
04.00	Learning French (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 19.11.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Yassarnal-Quran (R)
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
08.30	Bait Bazi - Rabwah Vs Karachi - Khuddam-ul-Ahmadiyya Pakistan
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Programme :
11.00	Urdu Class (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme :
14.00	Natural Cure -Homoeopathic Lesson- With Hadhrat Khalifatul Masih IV - 20.11.96
15.00	Durr-i-Sameen - Part 17
15.30	Various Programme
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV(N)
19.00	German Programme 1) Islamische Presseschau 2) Tic Tac - Quiz Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	M.T.A Life Style - Al Maidah -
22.00	Natural Cure - Homoeopathic Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih - 20.11.96 (R)
23.00	Learning Arabic (R)
23.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm

Please note:Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. + 44 .181 .874 .8344

The weekly Friday Sermon is translated into the following languages: Urdu 6.50 MHz, English 7.02 Mhz, Arabic 7.20 Mhz, Bangla 7.38 Mhz (or German), French 7.58 Mhz, Indonesian 7.74 Mhz (or Turkish)

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, November 15, 1996 No. 46

تعلیم و تربیت اور قرآن کریم پڑھانے سے متعلق اساتذہ کی تیاری

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۹ ستمبر ۱۹۹۲ء کو بیلجئم میں اپنے خطاب کے دوران تعلیم و تربیت اور قرآن کریم پڑھانے سے متعلق ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"ملک کے مرکز کا کام ہے کہ وہ پہلے کوئی آدمی ڈھونڈے۔ انصار، خدام اور لجنہ کے صدران کے مشورے کے بعد اس کام کو آگے بڑھائے۔ یہ ذیلی تنظیمیں اس بات کو آگے چلائیں۔

نمبر ایک معلوم کیا جائے کہ لجنہ میں کوئی اچھی تجوید کے ساتھ پڑھنے والی خاتون ہیں جن کو اچھا قرآن کریم آتا ہے۔ خدام میں کوئی ہیں، انصار میں کوئی ہیں۔ ان کو مقرر کیا جائے کہ وہ اپنی کلاس لگائیں اور اس کے لئے جماعت میں اعلان کیا جائے کہ جو لوگ ابتدائی کورس کے لئے اپنا وقت دے سکتے ہیں وہ بتائیں کہ وہ کب سہولت کے ساتھ وقت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ آپس میں افہام و تفہیم کے ذریعے ایک کلاس منعقد ہوگی۔ دس سے پندرہ دن تک ان کے لئے درس لگ جائے گا۔ اگر دو عورتیں بھی آئیں تو وہ بھی بہت ہیں۔ اگر تین خدام بھی آئیں تو بہت ہیں۔ شروع کے لئے بے شک تھوڑے آئیں، کوئی حرج نہیں۔ لیکن ان کو جو پڑھایا جائے وہ تھوڑا پڑھایا جائے۔ اس نیت سے پڑھایا جائے کہ استاد تیار ہوں۔ مثلاً اگر چار یا پانچ دن کی محنت کے بعد صرف سورہ فاتحہ اور پہلا رکوع سورہ البقرہ کا پڑھایا جاسکتا ہے تو کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں۔ جتنا پڑھایا جائے اتنا پختہ پڑھایا جائے کہ زیر زبر نوک پلک سو فیصدی درست ہو جائے اور اس شخص کو یہ سرٹیفکیٹ دیا جاسکے کہ یہ استاد ہے اور اس استاد کا کام ہوگا کہ جب وہ واپس اپنے گھر جائے چاہے جہاں بھی رہتا ہے وہاں کہہ دے کہ مجھ سے استفادہ کرنے کے لئے میری جماعت کے لوگ جو میرے گھر آنا چاہتے ہیں وہ آئیں۔ میں آگیا ہوں۔ اب میری کلاس لگ رہی ہے، میں اتنا وقت دینے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ سے کوئی استاد بن کر سبق سیکھنا چاہے تو میں حاضر ہوں۔ پھر وہ آگے مزید استاد بنائے۔ پھر وہ جو استاد بنتے ہیں وہ فارغ ہوں تو پھر اور مزید استاد بنیں۔ یہ سلسلہ پہلی کلاس کے فیض کا آگے رفتہ رفتہ جاری ہونا شروع ہو جائے اور نظام جماعت اس بات کی نگرانی کرے کہ یہ کام اس طرح ہو رہا ہے، کوئی بھول نہیں گیا۔ اور یہ دیکھے کہ اساتذہ کی کتنی Generation پیدا ہو گئی ہیں۔

مرکزی طور پر جہاں بات چھوڑی تھی وہاں سے پھر اگلا قدم شروع ہوگا۔ ایک کھیپ نکلی تھی جس نے پہلی کلاس میں سورہ فاتحہ اور پہلا رکوع پڑھا ہے۔ اس کے بعد انہیں دوبارہ بلایا جائے اور اگر بہت سے لوگ ابھی رہتے ہیں تو پھر ان کو وہی سورہ فاتحہ اور البقرہ کا پہلا رکوع پڑھایا جائے۔ جو پہلا استاد تھا اس سے گفت و شنید جاری رہے یا خاص خاتون تھیں اس سے بھی رہے گی کہ اب تم اگلا سبق لینے کے لئے کب ہمارے پاس آؤ گے۔ جب وہ آدمی دوبارہ آئے۔ اس کو پھر سورہ فاتحہ کا پہلا رکوع نہیں پڑھانا بلکہ اس سے آگے شروع کرنا ہے۔ تو استاد کی دوسرے درجے کی کلاس پھر شروع ہو۔ یہ کام ایسا ہے جو بہت لمبی توجہ، نگرانی، انتھک محنت چاہتا ہے۔ ایک پورا نظام ہونا چاہئے جو اس پر نگران ہو۔ وہ دیکھے کہ کب اور کہاں کہاں کتنے استاد بن رہے ہیں۔

پروگرام میرا یہ ہے کہ اس صدی میں جماعت احمدیہ اگلے کنارے تک پہنچنے سے پہلے پہلے یہ تسلی کر چکی ہو کہ ہر گھر میں قرآن کریم کی تلاوت صحیح تلفظ کے ساتھ ہو رہی ہے۔ ہر گھر میں قرآن کریم کا ابتدائی ترجمہ اچھی طرح آتا ہے۔ اور اس کے لئے میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے ایک دن، دو دن کی کلاسوں سے ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ کو اساتذہ تیار کرنے پڑیں گے اور صبر کے ساتھ ایک سال، دو سال، چار سال، دس سال بھی لگ جائیں تو کام کو چھوڑنا نہیں۔ اور اس طریق پر صرف قرآن کی نہیں بلکہ نماز کی ابتدائی معلومات اور اس کے پڑھنے کا صحیح طریق رائج ہو اور یہ کام مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ، مجلس لجنہ اماء اللہ کے سپرد ہے اور امیر عمومی نگرانی کرے گا کہ وہ اس کام کو کر رہے ہیں یا نہیں۔ اپنی رپورٹوں میں یہ سارے صداران مجھے لکھا کریں کہ اس مہینے میں ہم نے کوئی استاد بنایا ہے یا نہیں۔ جو بنایا تھا وہ آگے Activate ہے یا نہیں۔ اگلی نسل کے استاد پیدا ہوئے کہ نہیں ہوئے۔ اس طرح وہ اگر ہر رپورٹ میں ذکر کریں گے تو کچھ نہ کچھ کرنے پر مجبور ہونگے اور اگر ذکر ہی نہیں کریں گے تو چپ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ ہم اس رپورٹ کا ہر وقت تفصیلی جائزہ لیں۔ پھر وہاں سے بھی نظر سے بات رہ جاتی ہے اس لئے اس آئیٹم کو تو پکا بنانا ہے"۔

(مرسلہ: وکالت تبشیر، لندن)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

بدعنوان ممالک کی فہرست میں پاکستان کا دوسرا نمبر ہے

(پاکستان): دنیا کے بدعنوان ممالک میں پاکستان کی دوسری پوزیشن بدستور برقرار ہے۔ Transparency International کے ایک سروے کے مطابق دنیا کے مختلف ممالک میں کرپشن کے لحاظ سے نائجیریا پہلے نمبر پر، پاکستان دوسرے نمبر پر اور کینیا تیسرے نمبر پر ہے۔

کرپشن اور رشوت ستانی کے لحاظ سے بنگلہ دیش چوتھے، چین پانچویں، روس آٹھویں اور بھارت نویں نمبر پر ہے۔ دیگر ممالک میں فرانس ۲۶ویں، امریکہ ۳۰ویں اور اسرائیل ۳۱ویں نمبر پر ہے۔ برطانیہ کا نمبر ۳۳ ہے اور نیوزی لینڈ سب سے آخر یعنی ۵۴ویں نمبر پر ہے۔

—○○—

بنگلہ دیش میں ہوا کی آلودگی کی شرح سب سے زیادہ ہے

(بنگلہ دیش): بنگلہ دیش اٹامک انرجی کمیشن کے سائنس دانوں نے حال ہی میں ایک بیان کے ذریعہ بتایا ہے کہ سال کے کچھ حصوں کے دوران بنگلہ دیش میں سیسے کی وجہ سے ہوا میں آلودگی دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے۔ ان سائنس دانوں نے ۱۷ ماہ تک مختلف تجربات کے ذریعہ پتہ لگایا کہ ڈھاکہ میں نومبر تا جنوری کے خشک مہینوں میں ایک میٹر ہوا کے اندر ۴۶۳ نینوگرام (Nanogram) سیسہ کی مقدار موجود ہے جب کہ اس کے مقابلہ میں میکسیکو شہر میں ۳۸۳ نینوگرام اور بمبئی شہر میں ۳۶۰ نینوگرام ہے۔ یاد رہے کہ بنگلہ دیش میں ابھی تک سیسہ ملا پٹرول استعمال ہوتا ہے کیونکہ ملک میں کوئی ایسی ریفائنری (Refinery) نہیں ہے جو سیسہ سے آزاد پٹرول مہیا کر سکے۔

—○○—

ظاہر شاہ سے طالبان کی حکومت تک

(افغانستان): ۱۹۷۳ء میں ظاہر شاہ کی حکومت کا تختہ الٹ گیا اور وہ روم بھاگ گیا جہاں جلاوطنی کی زندگی گزارتا رہا۔ اس طرح افغانستان میں بادشاہت کا خاتمہ ہو گیا اور اقتدار سردار داؤد نے سنبھال لیا۔

۱۹۷۸ء میں نور محمد ترہ کی جسے روس کی حمایت حاصل تھی حکومت کا تختہ الٹ کر خود قابض ہو گیا۔

دسمبر ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین کی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں اور ببرک کارمل نے اقتدار سنبھالا۔

۱۹۸۰ء میں قبائلیوں نے ماسکو کی فوجوں کے خلاف جنگ شروع کی جو ۱۹۸۹ء تک جاری رہی۔ اس جنگ میں ۱۵ لاکھ افراد جان بحق ہوئے اور ۵۰ لاکھ کو بے وطن ہونا پڑا اور ایران یا پاکستان میں پناہ لینا پڑی۔

۱۹۸۶ء میں روس نے کارمل کو ہٹا کر افغان خفیہ پولیس کے سربراہ نجیب اللہ کو صدر مقرر کر دیا۔

۱۹۸۹ء میں روس نے اپنے ۱۵ ہزار فوجیوں کے نقصان کے بعد ایک لاکھ ۱۵ ہزار روسی فوج کا انخلاء کر لیا۔

۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۲ء سرکاری فوجوں اور مجاہدین میں شدید جنگ ہوتی رہی۔ ۱۹۹۲ء میں نجیب اللہ اقوام متحدہ کے امن منصوبے کے تحت اقتدار چھوڑنے پر تیار ہو گئے۔ اور صبغت اللہ مجددی نے عبوری صدر کی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔

جون ۱۹۹۲ء میں برہان الدین ربانی نے صدارت سنبھالی۔ دسمبر ۹۲ء میں کثیر الجماعتی معاہدے کے تحت ربانی کو صدر اور حکمت یار کو وزیراعظم بنایا گیا۔ مگر حکمت یار وزیر دفاع احمد شاہ مسعود سے مخالفت کی بنا پر کابل نہیں آئے۔

۱۹۹۴ء: حکمت یار اور مسعود کی فوجوں میں جنگ جاری رہی۔ جبکہ جنرل عبدالرشید دوستم نے انقلاب لانے کی کوشش کی۔

ستمبر ۱۹۹۶ء: طالبان نے افغانستان میں حکومت قائم کر لی۔ سابق افغان صدر ڈاکٹر نجیب اللہ جو اقوام متحدہ کے دفتر میں پناہ حاصل کئے ہوئے تھے کو کابل کے مرکزی چوک میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اور افغانستان کے معزول صدر پروفیسر ربانی اور معزول وزیراعظم گلبدین حکمت یار فرار ہو گئے۔

—○○—

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد